اندھیری شب ہے جدا اپنے قافلے سے تو
تیرے لئے ہے میری شعلہ نوا قندیل
(اقبالؒ)

جلد نمبر 7 | جولائی، اگست، ستمبر 2013ء | شمارہ 3

رمضان کے ضروری مسائل

عورت کی جائے اعتکاف

عید کیا پیغام دیتی ہے

عظمت والی رات

ترجمانِ فکرِ اہل السنت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
ماہی سہ
مجلہ قافلہ حق سرگودھا
مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن
جلد نمبر 7
جولائی، اگست، ستمبر 2013ء
شمارہ 3
بیاد
مناظرِ اسلام، وکیلِ احناف
مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ
بفیضان نظر
امین العلماء قطب العصر
مولانا سید محمد امین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
پسند فرمودہ
امام اہل السنۃ شیخ الحدیث والتفسیر
مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی
حکیم شاہ محمد اختر حفظہ اللہ
زیر نگرانی
مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ
مجلس مشاورت
مولانا فضل الرحمن دھرم کوٹی ......
مولانا عبد الغنی طارق لدھیانوی ......
مولانا مفتی محمد مجاہد ......
مولانا محمد طیب حنفی ......
مولانا عبد اللہ عابد وڑائچ ......
مولانا محمد رضوان عزیز ......
مولانا مقصود احمد ......
قیمت فی شمارہ
25/- روپے
جواب طلب امور کیلئے جوابی لفافہ ضرور ہمراہ بھیجیں
منی آرڈر کوپن پر اپنا پتہ مکمل واضح اور خوشخط لکھیں
ہر بار خط و کتابت میں اپنا مکمل پتہ لکھیں
خط میں رقم ڈال کر ہرگز نہ بھیجیں
بیرون ممالک
امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر ......سالانہ
سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر ......سالانہ
ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر ......سالانہ
ایجنسی ہولڈر مہر لگائیں یا ہدیہ دینے والے احباب اپنا نام تحریر فرمائیں
برائے رابطہ
دفتر سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا
مرکز اہل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
048-3881487,0346-7357394

فہرست

www.ahnafmedia.com

درس قرآن

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ۔

[البقرۃ:185]

__ترجمہ:__ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے سراپا ہدایت اور ایسی روشن نشانیوں کا حامل ہے جو صحیح راستہ دکھاتی ہیں اور حق وباطل کے درمیان دوٹوک فیصلہ کرتی ہیں۔

__تشریح:__ رمضان اور قرآن دونوں ملتے جلتے لفظ ہیں اور ان کا آپس میں گہرا ربط ہے، وہ اس طرح کہ قرآن کے نزول اور اس کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کے لیے رمضان کا انتخاب کیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کا نزول جس طرح اس مہینہ میں ہوا ہے اس کی تلاوت بھی سب سے زیادہ اسی مہینہ میں کی جاتی ہے۔

سابقہ امتوں میں ہر امت کو اللہ تعالیٰ نے چار چیزیں عطا کیں ہیں:

1: نبی، 2: کتاب یا صحیفہ، 3: عبادت، 4: روزہ

اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو بھی چار چیزیں عطا کیں ہیں، لیکن ان کی شان ہی کچھ نرالی ہے۔ چنانچہ اس امت کو نبی وہ دیا جو تمام انبیاء علیہم السلام کا سردار ہے، کتاب وہ دی جس کی شان تمام کتب سے بڑھ کر ہے، نماز والی عبادت عطا کی جو تمام عبادتوں سے افضل ہے اور روزہ کے لیے مہینہ وہ عطا کیا جو تمام مہینوں سے زیادہ بابرکت ہے۔

www.ahnafmedia.com

درس حدیث

عن عبد الله بن عمر : أن رسول الله صلی الله علیه و سلم قال : الصیام و القرآن یشفعان للعبد یقول الصیام أی رب أنی منعته الطعام و الشهوات و بالنهار فشفعنی فیه و یقول القرآن منعته النوم باللیل فشفعنی فیه فیشفعان.

رواہ البیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا: اے میرے پرودگار! میں نے اس بندے کو کھانے، پینے اور نفس کی خواہش پورا کرنے سے روکے رکھا تھا، آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما، اور قرآن کہے گا کہ میں نے اسے رات کو سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا تھا، آج اس کے حق میری بھی سفارش قبول فرما۔ پس دونوں کی سفارش قبول کرلی جاتی ہے۔

تشریح: کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے حق میں ان کے روزوں اور نمازوں میں پڑھے یا سنے ہوئے قرآن پاک کی سفارش قبول ہوگی۔ یہ خوشی کا موقع ان خوش قسمت حضرات کے لیے بھی ہے جو رمضان المبارک میں روزوں کی پابندی اور قرآن کی تلاوت کا اہتمام کرتے ہیں اور جو لوگ بے پرواہی کی وجہ سے رمضان کے روزے چھوڑتے ہیں اور یا قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام نہیں کرتے تو ان کو سوچنا چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو کتنا نقصان پہنچارہے ہیں؟!۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو رمضان المبارک کی قدر کرنے اور اس میں کثرت سے عبادات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

www.ahnafmedia.com

خصوصی شمارہ رمضان المبارک

اداریہ

"قافلہ حق" کا رمضان المبارک کا خصوصی شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔
اس میں ہم نے کوشش کی ہے کہ رمضان المبارک کی مخصوص عبادات کے حوالے سے فضائل و دلائل سے مزین علمی مواد قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے تاکہ رمضان المبارک میں جہاں عملی میدان میں عبادات و مناجات کا سلسلہ جاری رہے وہاں علمی چاشنی سے بھی قارئین محظوظ ہوتے رہیں۔

رمضان المبارک کی منجملہ عبادات و معمولات میں روزہ، تراویح اور اعتکاف سرفہرست ہیں اور اختتام پر عید۔ اس حوالے سے مذکورہ تینوں عبادات کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ تراویح کے عنوان پر راقم کی کتاب بھی اس قافلہ کا حصہ بنادی گئی ہے۔ اعتکاف کے حوالے سے چونکہ راقم کی تالیف "اعتکاف کورس" چھپ چکی ہے اس لیے اعتکاف کے فضائل بیان کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے، مسائل کو بیان نہیں کیا گیا۔ البتہ غیر مقلدین چونکہ اعتکاف کے نام پر عورتوں کے مسجد میں اعتکاف کرنے کے قائل و فاعل نظر آتے ہیں اس لیے اس مسئلے کو دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ نماز عید کے حوالے سے بھی غیر مقلدین تکبیرات کی تعداد میں وسوسہ ڈالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اس لیے "تکبیرات عیدین" کے حوالے سے بھی ایک مضمون دیا گیا ہے۔ غرض قارئین کو علمی مواد پیش کرنے کی بہت سعی کی گئی ہے اور امید ہے کہ ان کے علمی ذوق کو جلا ملے گی۔ والسلام

محمد الیاس گھمن

www.ahnafmedia.com

رمضان کی عبادات؛ فضائل کے آئینے میں

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

رمضان المبارک کو دیگر تمام مہینوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اس مہینہ میں اللہ رب العزت کی رحمتوں، عنایات اور کرم نوازیوں کی عجیب شان ہوتی ہے۔ انہی برکات کا یہ ثمرہ ہے کہ اس میں ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر اورایک فرض کاثواب ستر فرائض کے برابر کر دیا جاتا ہے۔

مشکوۃ المصابیح: ج1، ص173

رمضان المبارک کی اہم عبادات تین ہیں:

1: روزہ رکھنا

2: بیس رکعت تراویح ادا کرنا

3: آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا

اس مہینہ میں عبادات و ریاضات کا عالم کیسا ہونا چاہیے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس حدیث پر نظر ڈالیے، فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ شَدَّ مِئْزَرَهُ، ثُمَّ لَمْ يَأْتِ فِرَاشَهُ حَتَّى يَنْسَلِخَ.

شعب الایمان للبیہقی: ج3، ص310

ترجمہ: جب رمضان کا مہینہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمرِ ہمت کس لیتے اوراپنے بستر پر تشریف نہ لاتے، یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔

لیکن جب رمضان کی آخری دس راتیں آتیں تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں:

www.ahnafmedia.com

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهَا۔

صحیح مسلم: ج1، ص372، باب الاجتہاد فی العشر الاواخر الخ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری دس دنوں میں جو کوشش فرماتے وہ باقی دنوں میں نہ فرماتے تھے۔

بلکہ رمضان کی آمد سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تیاری اور اس میں بھرپور محنت کرنے کے لیے ایک خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخر تاریخ میں ہمیں وعظ فرمایا کہ تم پر ایک مہینہ آ رہا ہے جو بہت بڑا اور بہت مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کی رات کے قیام کو ثواب کی چیز بنایا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کوئی نیکی کر کے اللہ کا قرب حاصل کرے گا ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض کو ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے گا وہ ایسا ہے جیسے غیر رمضان میں ستر فرائض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے۔ اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لئے گناہوں معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہو گا اور اسے روزہ دار کے ثواب کے برابر ثواب ہو گا مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائیگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (یہ ثواب پیٹ بھر کر کھلانے پر موقوف نہیں) بلکہ اگر کوئی بندہ ایک کھجور سے روزہ افطار

www.ahnafmedia.com

کرادے یا ایک گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ لسی کا پلادے تو اللہ تعالیٰ اس پر بھی یہ ثواب مرحمت فرمادیتے ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم کی آگ سے آزادی کا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام اور نوکر کے بوجھ کو ہلکا کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیتے ہیں اور آگ سے آزادی فرماتے ہیں۔ اس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت کیا کرو جن میں سے دو چیزیں اللہ کی رضا کے لیے ہیں اور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور جہنم آگ سے پناہ مانگو۔ جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے رب تعالیٰ شانہ (روزِ قیامت) میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک اسے پیاس نہیں لگے گی۔

صحیح ابن خزیمۃ: ج۳ ص۱۹۱ رقم الحدیث ۱۸۸۷

اس لیے اس ماہ میں زیادہ سے زیادہ جتنی عبادت ہوسکے پوری ہمت اور کوشش سے کرنی چاہیے۔ رمضان المبارک کی مذکورہ عبادات کی فضیلت کے متعلق چند احادیث نقل کی جاتی ہیں تاکہ ان کی اہمیت اجاگر ہو اور ان پر عمل کرنے میں شوق و ذوق کا جذبہ پیدا ہو۔

فضائل روزہ:

1: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ چیزیں خاص طور پر دی گئیں ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں دی گئیں:

www.ahnafmedia.com

(۱) ان کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(۲) ان کیلئے دریا کی مچھلیاں برابر افطار کے وقت تک دعا کرتی رہتی ہیں۔

(۳) جنت ہر روز ان کیلئے سجادی جاتی ہے۔ پھر اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ عنقریب میرے نیک بندے مشقتیں اپنے اوپر سے ہٹا کر تیری طرف آئیں گے۔

(۴) اس مہینہ میں سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں جاسکتے ہیں۔

(۵) رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لئے مغفرت کی جاتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: کیا یہ شب قدر ہے؟ ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو مزدوری کام ختم ہونے کے وقت دی جاتی ہے۔

مسند احمد: ج۱۳ ص۲۹۵ رقم الحدیث ۷۹۱۷

2: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص بغیر کسی شرعی عذر کے ایک دن بھی رمضان کا روزہ نہ رکھے اور تمام عمر کے روزے بھی رکھے تو اس ایک روزے کا بدل نہیں ہو سکتا۔

مسند احمد: ج ۱۴ ص ۵۵۴، رقم الحدیث ۹۰۱۴

3: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: روزہ انسان کے لئے ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔

سنن النسائی: باب فضل الصیام

4: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی؛ ایک روزہ دار کی جب وہ روزہ افطار کرتے وقت مانگتا ہے، دوسرے عادل بادشاہ کی، تیسرے مظلوم انسان کی جس کو اللہ تعالیٰ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ (اے بندے!) میں تیری

www.ahnafmedia.com

ضرور مدد کروں گا، گو (کسی مصلحت کی وجہ سے) کچھ دیر ہو جائے۔

مسند احمد بن حنبل: ج۱۳ ص۴۱۰ رقم الحدیث۸۰۴۳

5: کعب بن عجرہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ۔ ہم لوگ (قریب قریب) حاضر ہو گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کے پہلے زینہ پر قدم رکھا تو فرمایا: آمین۔ جب دوسرے زینہ پر قدم رکھا تو پھر فرمایا: آمین، جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا: آمین۔ جب آپ علیہ السلام خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے ایسی بات سنی ہے جو پہلے کبھی نہیں سنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت جبرئیل میرے پاس آئے تھے۔ جب میں نے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا اور پھر بھی اس کی مغفرت نہیں ہوئی، میں نے کہا: آمین، پھر جب میں دوسرے زینے پر چڑھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے، میں نے کہا: آمین، جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا: ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کی حالت میں آئیں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں، میں نے کہا: آمین۔

المستدرک للحاکم: کتاب البر و الصلۃ، ج۴ ص۱۷۰

فضائل تراویح:

1: حدیث مبارک میں ارشاد ہے:

شَهْرٌ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهٗ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهٗ۔

سنن ابن ماجۃ: ص94، باب ما جاء فی قیام شهر رمضان

ترجمہ: اس مہینہ کے روزے اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض فرمائے ہیں اور میں نے اس کے

www.ahnafmedia.com

قیام (تراویح) کو تمہارے لیے سنت قرار دیا ہے۔

2: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

صحیح البخاری: ج1،ص10، باب تطوع قیام رمضان من الایمان

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے تراویح پڑھی تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

فضائل اعتکاف:

1: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ۔

صحیح البخاری: باب الاعتكاف في العشر الأواخر، ج 1ص271

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اعتکاف فرماتی رہیں

2: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ... وَمَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ تَعَالَى جَعَلَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ كُلُّ خَنْدَقٍ أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ۔

المعجم الاوسط للطبرانی: ج5 ص279 رقم الحدیث 7326

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی رضا کے لیے ایک دن کا اعتکاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کو آڑ بنا دیں گے، ایک خندق کی مسافت آسمان و

www.ahnafmedia.com

زمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہے۔

فائدہ: سبحان اللہ! جب ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے اعتکاف کی کیا فضیلت ہو گی؟ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو رمضان کی مبارک گھڑیوں میں اعتکاف کرتے ہیں اور مذکورہ فضیلت کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

3: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَعْكِفُ الذُّنُوبَ، وَيُجْرِىٰ لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا۔

سنن ابن ماجۃ: باب في ثواب الاعتکاف ص128

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعتکاف کرنے والا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کی تمام نیکیاں اسی طرح لکھی جاتی رہتی ہیں جیسے وہ ان کو خود کرتا رہا ہو۔

فائدہ: اس حدیث میں اعتکاف کے فوائد میں سے دو بیان کیے گئے ہیں:

۱: معتکف جتنے دن اعتکاف کرے گا اتنے دن گناہوں سے بچا رہے گا۔

۲: جو نیکیاں وہ باہر کرتا تھا مثلاً مریض کی عیادت، جنازہ میں شرکت، غرباء کی امداد، علماء کی مجالس میں حاضری وغیرہ، اعتکاف کی حالت میں اگرچہ ان کاموں کو نہیں کر سکتا لیکن اس قسم کے اعمال کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

4: ایک حدیث میں ارشاد ہے:

مَنِ اعْتَكَفَ إِيمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

کنز العمال: کتاب الصوم، ج8 ص244 رقم الحدیث24012

ترجمہ: جس نے اللہ کی رضا کے لیے ایمان (واخلاص) کے ساتھ اعتکاف کیا تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث میں اعتکاف کرنے پر جن گناہوں کی معافی کا وعدہ کیا گیا ہے ان

www.ahnafmedia.com

سے مراد گناہ صغیرہ ہیں، کیونکہ گناہ کبیرہ کی معافی کے لیے توبہ شرط ہے۔ اعتکاف کرنے والا جب مبارک ساعات میں خدا تعالیٰ کے حضور گڑ گڑاتا ہے، آہ و بکا کرتا ہے اور اپنے سابقہ گناہوں سے سچی توبہ کرتے ہوئے آئندہ نہ کرنے کا عزم کرتا ہے تو یقینی بات ہے اس کے کبیرہ گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں، اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک میں گناہوں سے مراد کبیرہ بھی ہو سکتے ہیں جن کی معافی اعتکاف میں ہوتی ہے۔ لہٰذا معتکف کو چاہیے کہ توبہ و استغفار کا ضرور اہتمام کیا کرے۔

5: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُولُ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔

صحیح البخاری: باب تحري ليلة القدر في الوتر من العشر الأواخر، ج1 ص270

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری راتوں میں تلاش کیا کرو۔

فائدہ: اعتکاف سے مقصود لیلۃ القدر کو پانا ہے۔ نیز اس حدیث میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنے کے لیے آخری عشرہ کا اہتمام بتایا گیا ہے جو دیگر احادیث کی رو سے اس عشرہ کی طاق راتیں ہیں۔ لہذا بہتر تو یہی ہے کہ اس آخری عشرہ کی ساری راتوں میں بیداری کا اہتمام کرنا چاہیے ورنہ کم از کم طاق راتوں کو تو ضرور عبادت میں گزارنا چاہیے۔

www.ahnafmedia.com

رمضان کے ضروری مسائل

مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

مسئلہ ۱: رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان پر جو مجنون اور نابالغ نہ ہو فرض ہیں جب تک کوئی عذر نہ ہو روزہ چھوڑنا درست نہیں اور اگر کوئی روزہ کی نذر مان لے تو روزہ فرض ہو جاتا ہے اور قضا اور کفارے کے روزے بھی فرض ہیں اوراس کے سوا اور سب روزے نفل ہیں رکھے تو ثواب ہے اور نہ رکھے تو کوئی گناہ نہیں البتہ عید اور بقر عید سے بعد تین دن روزہ رکھنا حرام ہے۔

مسئلہ ۲: جب سے فجر کی نماز کا وقت آتا ہے اس وقت سے لے کر سورج ڈوبنے تک روزے کی نیت سے کھانا اور پینا چھوڑ دے اور مرد سے ہمبستر بھی نہ ہو شریعت میں اس کو ''روزہ'' کہتے ہیں۔

مسئلہ نمبر۳: زبان سے نیت کرنا اور کچھ کہنا ضروری نہیں ہے بلکہ جب دل میں یہ دھیان ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور سارا دن کچھ کھایا نہ پیا نہ ہمبستر ہوئی تو اس کا روزہ ہو گیا اور اگر کوئی زبان سے بھی کہہ دے کہ یا اللہ میں کل تیرا روزہ رکھوں گی یا عربی میں یہ کہدے کہ ''وبصوم غدٍ نویت'' تو بھی کچھ حرج نہیں یہ بھی بہتر ہے۔

مسئلہ نمبر۴: اگر کسی نے دن بھر نہ تو کچھ کھایا نہ پیا صبح سے شام تک بھوکی پیاسی رہی لیکن دل میں روزہ کا ارادہ نہ تھا بلکہ بھوک نہیں لگی یا کسی اور وجہ سے کچھ کھانے پینے کی نوبت نہیں آئی تو اس کا روزہ نہیں ہوا۔ اگر دل میں روزہ کا ارادہ کر لیتی تو روزہ ہو جاتا۔

مسئلہ ۵: شریعت میں روزہ صبح صادق کے وقت سے شروع ہوتا ہے اس لیے جب

www.ahnafmedia.com

تک صبح نہ ہو کھانا پینا وغیرہ سب کچھ جائز ہے بعض عورتیں سحری کھا کر نیت کی دعا پڑھ کر لیٹ رہتی ہے اور یہ سمجھتی ہیں کہ اب نیت کر لینے کے بعد کچھ کھانا پینا نہیں چاہیے۔ یہ خیال غلط ہے جب تک صبح نہ ہو کھا پی سکتی ہے چاہے نیت کر چکی ہو یا ابھی نہ کی ہے۔

رمضان شریف کے روزے

مسئلہ ا: رمضان شریف کے روزے کی اگر رات سے نیت کر لے تو بھی فرض ادا ہو جاتا ہے اور اگر رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ صبح ہو گئی تب بھی یہی خیال رہا کہ میں آج کا روزہ نہ رکھوں گی۔ پھر دن چڑھے خیال آگیا کہ فرض چھوڑ دینا بری بات ہے اس لیے اب روزہ کی نیت کر لی تب بھی روزہ ہو گیا لیکن اگر صبح کو کچھ کھا پی چکی ہو تو اب نیت نہیں کر سکتی۔

مسئلہ ۲: اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو دن کو ٹھیک دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے رمضان کے روزے کی نیت کر لینا درست ہے۔

مسئلہ ۳: رمضان شریف کے روزے میں بس اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو اتنا سوچ لے کہ کل میرا روزہ ہے بس اتنی ہی نیت سے بھی رمضان کا روزہ ادا ہو جائے گا اگر نیت میں خاص یہ بات نہ آئی ہو کہ رمضان کا روزہ ہے یا فرض روزہ ہے تب بھی روزہ ہو جائے گا۔

مسئلہ ۴: رمضان کے مہینے میں اگر کسی نے یہ نیت کی کہ میں کل نفل کا روزہ رکھوں گی رمضان کا روزہ نہ رکھوں گی بلکہ اس روزہ کی پھر کبھی قضا رکھ لوں گی تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہو گا اور نفل کا نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۵: پچھلے رمضان کا روزہ قضا ہو گیا تھا اور پورا سال گذر گیا اب تک اس کی قضا

www.ahnafmedia.com

نہیں رکھی پھر جب رمضان کا مہینہ آگیا تو اسی قضا کی نیت سے روزہ رکھا تب بھی اِسی رمضان ہی کا روزہ ہو گا اور قضا کا روزہ نہ ہو گا قضا کا روزہ رمضان کے بعد رکھے۔

مسئلہ ۶: کسی نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو میں اللہ تعالیٰ کے لیے دو روزے یا ایک روزہ رکھوں گی پھر جب رمضان کا مہینہ آیا تو اس نے اسی نذر کے روزے رکھنے کی نیت کی رمضان کے روزے کی نیت نہیں کی تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہو گا نذر کا نہیں۔ نذر کے روزے رمضان کے بعد پھر رکھے سب کا خلاصہ یہ ہوا کہ رمضان کے مہینے میں جب کسی روزے کی نیت کرے گی رمضان ہی کا روزہ ہو گا اور کوئی روزہ صحیح نہ ہو گا۔

مسئلہ ۷: شعبان کی انتیسویں تاریخ کو اگر رمضان شریف کا چاند نکل آئے تو صبح کو روزہ رکھو اور اگر نہ نکلے یا آسمان پر ابر ہو اور چاند نہ دکھائی دے تو صبح کو جب تک یہ شبہ رہے کہ رمضان شروع ہوا یا نہیں، روزہ نہ رکھو۔ بلکہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کے روزے شروع کرو۔

مسئلہ ۸: انتیسویں تاریخ ابر آلود (بادل یا گرد وغیرہ) کی وجہ سے رمضان شریف کا چاند نہیں دکھائی دیا تو صبح کو نفلی روزہ بھی نہ رکھو ہاں اگر ایسا اتفاق ہو جائے کہ ہمیشہ پیر اور جمعرات یا کسی اور مقرر دن کا روزہ رکھا کرتی تھی اور کل وہی دن ہے تو نفل کی نیت سے صبح کو روزہ رکھ لینا بہتر ہے پھر اگر کہیں سے چاند کی خبر آگئی تو اسی نفل روزے سے رمضان کا فرض ادا ہو گیا اب اس کی قضا نہ رکھے۔

مسئلہ ۹: بادل کی وجہ سے انیتس تاریخ کو رمضان کا چاند نہیں دکھائی دیا تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک کچھ نہ کھائیں نہ پئیں۔ اگر کہیں سے خبر آجائے تو اب روزہ کی نیت کر لو اور اگر خبر نہ آئے تو کھائیں پئیں۔

www.ahnafmedia.com

مسئلہ ۱۰: انتیسویں تاریخ کو چاند نہیں نکلا تو یہ خیال نہ کرو کہ کل کا دن رمضان کا تو ہے نہیں میرے ذمہ جو پچھلے سال کا ایک روزہ ذمہ میں ہے اس کی قضا ہی رکھ لوں یا کوئی نذر مانی تھی اس کا روزہ رکھ لوں اس دن قضا کا روزہ اور کفارہ کا روزہ اور نذر کا روزہ رکھنا بھی مکروہ ہے کوئی روزہ نہیں رکھنا چاہیے اگر قضا یا نذر کا روزہ رکھ لیا پھر کہیں سے چاند کی خبر آگئی تو بھی رمضان ہی کا روزہ ادا ہو گا۔ قضا اور نذر کا روزہ پھر سے رکھے اور اگر خبر نہیں آئی تو جس روزہ کی نیت کی تھی وہی ادا ہو گیا۔

کن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا / ٹوٹتا ہے اور قضا یا کفارہ لازم آتا ہے؟

مسئلہ ۱: اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھا لے یا پی لے یا بھولے سے خاوند سے ہمبستر ہو جائے تو اس کا روزہ نہیں گیا۔ اگر بھول کر پیٹ بھر کر بھی کھا پی لے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر بھول کر کئی دفعہ کھا پی لیا تب بھی روزہ نہیں گیا۔

مسئلہ ۲: ایک شخص کو بھول کر کچھ کھاتے پیتے دیکھا تو اگر وہ اس قدر طاقت ور ہے کہ روزہ سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی تو روزہ یاد دلا دینا واجب ہے اور اگر کوئی ناطاقت ہو کہ روزہ سے تکلیف ہوتی ہے تو اس کو یاد نہ دلاوے کھانے دیوے۔

مسئلہ ۳: حلق کے اندر مکھی چلی گئی یا خود بخود دھواں چلا گیا یا گرد و غبار چلا گیا تو روزہ نہیں گیا البتہ اگر قصداً ایسا کیا تو روزہ جاتا رہا۔

مسئلہ ۴: لوبان (ایک قسم کی گوند جو آگ پر رکھنے سے خوشبو دیتا ہے) وغیرہ کوئی دھونی سلگائی پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا تو روزہ جاتا رہا اسی طرح حقہ پینے سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے البتہ اس دھوئیں کے سوا عطر کیوڑہ گلاب پھول اور خوشبو سونگھنا جس میں دھواں نہ ہو درست ہے۔

مسئلہ ۵: دانتوں میں گوشت کا ریشہ اٹکا ہوا تھا یا کوئی اور چیز تھی اس کو خلال سے نکال

www.ahnafmedia.com

کر کھا گئی لیکن منہ سے باہر نہیں نکالا آپ ہی آپ حلق میں چلی گئی تو دیکھو اگر چنے سے کم ہے تب تو روزہ نہیں گیا اور اگر چنے کے برابر اس سے زیادہ ہے تو جاتا رہا البتہ اگر منہ سے باہر نکال لیا تھا پھر اس کے بعد نگل گئی تو ہر حال میں روزہ ٹوٹ گیا چاہے وہ چیز چنے کے برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ ۶: تھوک نگلنے سے روزہ نہیں جاتا چاہے جتنا ہو۔

مسئلہ ۷: اگر پان کھا کر خوب کلی غرغرہ کر کے منہ صاف کر لیا لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی تو اس کا کچھ حرج نہیں روزہ ہو گیا۔

مسئلہ ۸: ناک کو اتنے زور سے سُڑَک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اسی طرح منہ کی رال سُڑَک کر نگل جانے سے روزہ نہیں جاتا۔

مسئلہ ۹: منہ میں پان دبا کر سو گئی اور صبح ہو جانے کے بعد آنکھ کھلی تو روزہ نہیں ہوا قضا رکھے اور کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۰: کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۱: آپ ہی قے ہو گئی تو روزہ نہیں گیا چاہے تھوڑی سی قے ہوئی یا زیادہ۔ البتہ اگر اپنے اختیار سے قے کی اور منہ بھر کے تھی تو روزہ جاتا رہا اور اگر اس سے تھوڑی ہو تو خود کرنے سے بھی نہیں گیا۔

مسئلہ ۱۲: تھوڑی سی قے آئی پھر آپ ہی آپ حلق میں لوٹ گئی تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا البتہ اگر قصداً لوٹا لیا تو روزہ ٹوٹ جاتا۔

مسئلہ ۱۳: کسی نے کنکری یا لوہے کا ٹکڑا وغیرہ کوئی ایسی چیز کھا لی جس کو نہیں کھایا کرتے اور نہ اس کو کوئی بطور دوا کے کھاتا ہے تو اس کا روزہ جاتا رہا لیکن اس پر کفارہ

www.ahnafmedia.com

واجب نہیں اور اگر ایسی چیز کھالی یا پی لی جس کو لوگ کھایا کرتے ہیں یا کوئی ایسی چیز ہے کہ یوں تو نہیں کھاتے لیکن بطور دوا کے ضرورت کے وقت کھاتے ہیں تو بھی روزہ جاتا رہا اور قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں۔

مسئلہ ۱۴: روزے کے توڑنے سے کفارہ جب ہی لازم آتا ہے جب کہ رمضان شریف میں روزہ توڑ ڈالے رمضان شریف کے سوا اور کسی روزے کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا چاہے جس طرح توڑے اگرچہ وہ روزہ رمضان کی قضا ہی کیوں نہ ہو۔ البتہ اگر اس روزہ کی نیت رات سے نہ کی ہو یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن حیض آگیا ہو تو اس کے کو توڑنے سے کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۵: کسی نے روزہ میں ناس لیا(ہلاس یا نسوار کو ناک میں چڑھایا) یا ... حقنہ کرالیا اور پینے کی دوا نہیں پی تب بھی روزہ جاتا رہا لیکن صرف قضا واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں اور اگر کان میں پانی (یا دوا... از ناقل)ڈالا تو روزہ نہیں گیا۔

مسئلہ ۱۶: منہ سے خون نکلتا ہے اس کو تھوک کے ساتھ نگل گئی تو روزہ ٹوٹ گیا البتہ اگر خون تھوک سے کم ہو اور خون کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ ۱۷: اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن خواہ مخواہ ایسا کرنا مکروہ ہے ہاں! اگر کسی کا شوہر بڑا بد مزاج ہو اور یہ ڈر ہو کہ اگر سالن میں نمک وغیرہ درست نہ ہوا تو ناک میں دم کر دے گا اس کو نمک چکھ لینا درست ہے اور مکروہ نہیں۔

مسئلہ ۱۸: کسی چیز کو اپنے منہ سے چبا کر چھوٹے بچے کو کھلانا مکروہ ہے البتہ اگر اس کی ضرورت پڑے اور مجبوری و ناچاری ہو جائے تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ ۱۹: کوئلہ چبا کر دانت مانجھنا اور منجن (ٹوتھ پیسٹ) سے دانت مانجھنا مکروہ ہے

www.ahnafmedia.com

اور اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جائے تو روزہ جاتا رہے گا اور مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے چاہے سوکھی مسواک ہو یا تازی اسی وقت کی توڑی ہوئی اگر نیم کی مسواک ہے اور اس کا کڑواپن منہ میں معلوم ہوتا ہے تب بھی مکروہ نہیں۔

مسئلہ ۲۰: کسی نے بھولے سے کچھ کھالیا اور یوں سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس وجہ سے پھر قصداً کچھ کھالیا تو اب روزہ جاتا رہا فقط قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۱: اگر کسی کو قے آگئی اور وہ سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس گمان پر پھر قصداً کھالیا اور روزہ توڑ دیا تو بھی قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۲: اگر سرمہ لگایا یا تیل ڈالا پھر سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر قصداً کھالیا تو قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

مسئلہ ۲۳: رمضان کے مہینے میں اگر کسی کا روزہ اتفاقاً ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی دن میں کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے سارے دن روزہ داروں کی طرح رہنا یعنی کچھ نہ کھانا پینا اور حقوق زوجیت سے رکے رہنا واجب ہے۔

دعائے صحت

1. حضرت مولانا قاری اشرف خان خطیب جامع مسجد w بلاک ڈیفنس لاہور
2. حضرت مولانا قاری محمد لیاقت صاحب نائب خطیب M بلاک ڈیفنس لاہور
3. مولانا محمد کلیم اللہ آف لیہ کی والدہ صاحبہ کافی علیل ہیں۔

سہ ماہی قافلہ حق کے قارئین کرام سے التماس ہے کہ تمام مریضوں کی صحت یابی کے لیے دعا فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ صحت اور عافیت عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

www.ahnafmedia.com

روزہ اور معاشرتی خرافات

مولانا محمد رضوان عزیز حفظہ اللہ

نہ جانے یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ نہ تو ہمیں خوراک خالص ملتی ہے، نہ خالص اسلامی ماحول، ہر طرف ملاوٹ کا بازار گرم ہے۔ کھانے، پینے، پہننے سے لیکر تمام معاملاتِ زندگی؛ رہن سہن، بول چال غرض ہر چیز میں کچھ نہ کچھ تبدیلی اور ملاوٹ ضرور ہو چکی ہے، حتی کہ ہم اپنے مسلم معاشرے میں رہتے ہوئے بھی خالص اپنی زبان نہیں بول سکتے بلکہ اس میں کچھ نہ کچھ انگریزی کی پیوند کاری ضرور کرتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح ہمارے ہاں عبادات کو بھی تختہ مشق بنایا جاتا ہے اور بعض ملاوٹ کنندگان کی مہربانی سے دین کا کوئی مسئلہ یا عقیدہ ملاوٹ سے محفوظ نہ رہا۔ عبادات کے ساتھ خود ساختہ عبادات کو بھی پروان چڑھایا گیا اور ان خود ساختہ عبادات کو اتنی اہمیت دی گئی کہ حقیقی سنت کے فوت ہو جانے پر افسوس ہی نہیں ہوتا۔ ابھی چند دنوں تک رمضان المبارک کا مقدس مہینہ شروع ہو رہا ہے، جس میں مسلمان اپنے رب سے عشق و محبت کے اظہار کے لیے بھوکے پیاسے رہتے ہیں اور اوقات مخصوص میں بعض مباح چیزوں سے بھی حکم الہی کے مطابق دور رہتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ کچھ ایسی غلطیاں بھی ہیں جنہیں ہم نیکی سمجھ کر کرتے ہیں، لیکن ان کا نیکی سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ خرافات اور غلطیاں حسب ذیل ہیں جن کی طرف مجدد ملت، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے بھی ہماری توجہ مبذول کرائی ہے۔

1: ایک روزہ رکھنے کو برا سمجھنا [غیر رمضان میں] یہ بات بھی بے اصل ہے ایک روزہ رکھنا مطلقاً برا نہیں ہے، بلکہ ان خاص ایام میں غلط ہے جو ایام یہود و نصاریٰ یا

www.ahnafmedia.com

دوسری گمراہ قوموں کا شعار بن چکے ہوں اور ان کے نزدیک کسی خاص شخصیت کی تعظیم کے حامل دن ہوں تو تشبہ بالکفار کی وجہ سے ان دنوں صرف ایک روزہ رکھنا غلط ہو گا، جیسے محرم کی 10 ویں تاریخ اہل کتاب کے نزدیک معظم ہے۔

لہذا بجز ان ایام کے جو غیر قوموں کے نزدیک اہمیت کے حامل ہوں، باقی کسی دن کا بھی تنہا روزہ رکھنا مکروہ نہیں ہے۔

2: عوام میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ شوال کے چھ روزے رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ایک روزہ عید کے فوراً بعد رکھا جائے اور باقی بعد میں۔ تو یہ بھی بے اصل بات ہے جس کا شریعت مطہرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لیے پورے شوال میں جب چاہے چھ نفلی روزے رکھ سکتا ہے۔

3: نفلی روزے کی سحری کھانا بھی ویسے ہی مسنون ہے جیسے فرض روزہ کی سحری کھانا، اس کے برعکس عوام میں یہ غلط بات رواج پکڑ گئی ہے کہ نفل روزہ کی سحری نہیں ہوتی۔

4: بعض جاہل لوگ کہتے ہیں کہ نفل روزہ نماز مغرب کے بعد افطار کیا جائے۔ یہ بھی بے اصل بات ہے۔

5: بعض روزہ خور لوگ سرعام کھاتے پیتے رہتے ہیں، رمضان کے تقدس کو مجروح کرتے ہیں اور جب ان کو اس واہیات عادت سے روکا جائے تو بڑی ڈھٹائی سے کہتے ہیں: جب خدا سے شرم نہیں کی تو اس کی مخلوق سے شرم کیسی؟! افسوس کہ یہ لوگ خدا کے عذاب کو کس طرح للکار رہے ہیں!، ایسے جری لوگ کبھی چشم فلک نے نہ دیکھے ہوں گے۔ خدارا کھلم کھلا خدائی بغاوت سے باز آجایئے، ان بے روزہ حضرات کو دیکھ کر اور لوگوں کی بھی جرات بڑھتی ہے۔

www.ahnafmedia.com

6: رمضان کی بدعات وخرافات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ منجھلے[درمیان والے]روزے کو افضل سمجھتے ہیں۔ یہ سب بدعات وخرافات ہیں، فرض روزوں کے تمام ایام اجر میں برابر ہیں۔

7: ایک اور غلط بات یہ بھی کہتے ہیں کہ کسی کی افطاری سے روزہ نہ کھولو ورنہ سارا ثواب وہ لے جائے گا۔ یہ بھی بے اصل بات ہے روزہ افطار کروانے کا بے شک بہت زیادہ اجر ہے لیکن روزہ کا سارا ثواب وہ لے جائے، ایسا نہیں ہے۔

8: بعض لوگ کہتے ہیں کہ کیا ہماری نماز کیا روزہ !، یہ کہنا واہیات بات ہے۔۔بہت زیادہ تواضع جس سے احکام شرعیہ کی ناقدری ہو جائز نہیں ہے اور یہ ناشکری بھی ہے اگرچہ ہماری عبادات ویسی نہیں ہیں جیسی ہونی چاہیے لیکن اس کے باوجود ہمیں اللہ کے فضل وکرم سے یہ امید ہے کہ وہ ہماری اس ٹوٹی پھوٹی محنت کو ضائع نہیں کرے گا۔

9: مولیٰ مشکل کشا کا روزہ، آسی بی بی کا کونڈا، یہ سب واہیات خرافات ہیں اور مولیٰ کشا کا روزہ رکھنا شرک ہے۔

10: روزہ کا تمسخر اور استہزاء کرتے ہوئے کہنا کہ روزہ وہ رکھے جس کے گھر دانے نہ ہوں، کفر ہے۔اس لیے کہ احکام شرعیہ میں امیر غریب سب برابر ہیں۔اگر خدا ان کا اناج سلب کرلے تو یہ کیا کرسکتے ہیں؟ بس اس بے نیاز ذات کا حوصلہ ہے جو ایسے متکبروں کو بھی رزق دے رہا ہے۔

11: بعض لوگ شوال کے چھ روزوں میں ساتھ فوت شدہ روزوں کی قضاء کی نیت بھی کرلیتے ہیں۔واضح رہے کہ اس سے ان چھ روزوں کی فضیلت حاصل نہ ہو گی، اس لیے دونوں روزے الگ الگ رکھنا چاہییں۔

www.ahnafmedia.com

12: اکثر حضرات افطاری میں اتنے انہماک کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ مغرب کی جماعت فوت ہو جاتی ہے، گویا انہوں نے روزہ رکھا ہی افطاری کے لیے تھا، ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ کوئی ہلکی پھلکی چیز کھا کر افطار کر لینا چاہیے اور بقیہ کسر نماز کے بعد نکال لے۔

13: بعض لوگ وقت گزارنے کے لیے دوستوں میں بیٹھ کر غیبت و چغلی شروع کر دیتے ہیں یا جواء کھیلنے لگ جاتے ہیں، یہ کس قدر محرومی کی بات ہے کہ اپنے آپ کو ذکر واذکار میں لگانے کی بجائے ان کاموں میں لگایا جائے جو بغیر روزے کے بھی حرام ہیں اور روزہ کی حالت میں تو وبال میں اور اضافہ ہو گا۔

14: کئی جگہوں پر رواج ہے کہ جب بچہ پہلا روزہ رکھتا ہے تو افطار کے وقت اس کے گلے میں ہار ڈالتے ہیں اور عزیز واقارب کی دعوت کرتے ہیں۔ یہ بھی فضول سی بات ہے۔

15: بعض جگہ نفلی روزوں کی سحری میں جگانے کے لیے بھی رمضان جتنا اہتمام کیا جاتا ہے جیسے گھنٹہ بجانا، مسجد میں اعلان کرنا۔ یہ بھی ایک خود ساختہ رسم ہے، جس کا شریعت سے تعلق نہیں۔

16: بعض عورتیں اپنی لڑکی کے نکاح والے دن روزہ رکھنا ضروری سمجھتی ہیں، یہ بھی بے اصل ہے۔

17: بعض لوگ کہتے ہیں کہ روزہ کی حالت میں غسل کرنا چاہے تو دوپہر سے پہلے پہلے کرے، شام کو نہ کرے۔ یہ غلط بات ہے۔ روزہ کی حالت میں جب بھی غسل کرنا چاہے کر سکتا ہے۔

18: بعض لوگ شوال کے چھ روزوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ جو شخص یہ

www.ahnafmedia.com

روزے رکھ لے اس پر سے سود کا گناہ ختم ہو جائے گا۔ سو واضح رہے یہ بھی ایک بے حقیقت اور فضول بات ہے۔

19: بعض لوگ دین ہو یا دنیا ہر جگہ عیاشی کے طالب رہتے ہیں اور جس طرح موبائلز وغیرہ کی کمپنیاں مختلف پیکجز دیتی ہیں، یہ بھی ان فرقوں اور جماعتوں کی طرف کان لگا کر رکھتے ہیں جو دین میں مختلف پیکج دے کر تن آسانی فراہم کریں مثلاً رمضان کی مبارک راتوں میں امت مسلمہ کا جو معمول دور صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک چلا آرہا ہے وہ بیس رکعات نماز تراویح باجماعت پڑھنے کا ہے۔ لیکن کچھ لوگ زیادہ کھانے یا خدا سے زیادہ تعلق نہ ہونے کے باعث عبادت میں بے رغبتی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور بیس رکعات مسنون تراویح کو چھوڑ کر اہل بدعت کی نقالی میں آٹھ رکعات تراویح پڑھ کر بھاگ جاتے ہیں اور اب تو ان آٹھ رکعت والوں میں سے بھی ایک نیا پیکج دریافت ہوا ہے جو کہتا ہے کہ تراویح اگر ایک رکعت بھی پڑھ لی جائے تو کافی ہے۔ بہت افسوس! اپنے مقصد تخلیق کو بھول کر تن آسانیوں میں کس قدر مشغول ہو گئے ہیں۔ اس لیے پوری تراویح بیس رکعات ہی پڑھنی چاہیے۔

20: بعض خوف آخرت سے محروم لوگ اس مبارک مہینے کو اپنے بزنس کا مہینہ سمجھتے ہیں اور جعلی مدرسوں، مسجدوں اور نام نہاد جہاد کے نام پر اپنی تجوریاں بھرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو خدا کا خوف کرنا چاہیے کہ لوگ نیکیاں سمیٹنے میں مشغول ہیں اور یہ جھوٹ بول کر دولت سمیٹنے میں، شہداء کے غائبانہ نماز جنازہ کے نام پر کبھی مظلوم مسلمانوں کی مظلومیت کا رونا رو کر جب کہ عملی زندگی میں ان کا کردار اس کے بالکل برعکس ہے جس کے یہ عوام الناس میں دعوے کرتے ہیں۔ اس لیے عوام کو بھی چاہیے کہ ان نقلی مجاہدین کے جھانسے میں آکر اپنی زکوٰۃ وغیرہ ضائع نہ فرمائیں۔

www.ahnafmedia.com

تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

برادران اہل السنت والجماعت! رمضان شریف کا مہینہ عالمِ روحانیت کا موسم بہار ہے۔ دن کو فرض روزہ رکھنا اور رات کو سنت تراویح ادا کرنا اس مبارک مہینہ کی مخصوص عبادات ہیں۔ حدیث مبارک میں ارشاد ہے:

شَهْرٌ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهٗ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهٗ۔

سنن ابن ماجۃ: ص94، باب ما جاء فی قیام شھر رمضان

ترجمہ: اس مہینہ کے روزے اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض فرمائے ہیں اور میں نے اس کے قیام (تراویح) کو تمھارے لیے سنت قرار دیا ہے۔

اس ماہِ مبارک کی برکات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس میں ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر کر دیا جاتا ہے۔

مشکوۃ المصابیح: ج1، ص173

اس لیے اللہ والے ان مبارک گھڑیوں کو غنیمت سمجھتے ہیں اور ایک لمحہ بھی ضائع نہیں ہونے دیتے کہ شائد آئندہ سال ہمیں یہ مقدس گھڑیاں نصیب ہوں یا نہ ہوں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ شَدَّ مِئْزَرَهٗ، ثُمَّ لَمْ يَأْتِ فِرَاشَهٗ حَتّٰى يَنْسَلِخَ۔

شعب الایمان للبیہقی: ج3، ص310

ترجمہ: جب رمضان کا مہینہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمرِ ہمت کس لیتے

www.ahnafmedia.com

اور اپنے بستر پر تشریف نہ لاتے، یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔

لیکن جب رمضان کی آخری دس راتیں آتیں تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهَا۔

صحیح مسلم: ج1، ص372، باب الاجتہاد فی العشر الاواخر الخ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری دس دنوں میں جو کوشش فرماتے وہ باقی دنوں میں نہ فرماتے تھے۔

نیز امت کو بھی اس مہینے میں عبادت کی ترغیب دیتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

صحیح بخاری: ج1،ص10، باب تطوع قیام رمضان من الایمان

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے تراویح پڑھی تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں خود بھی بکثرت عبادت فرماتے تھے اور امت کو بھی بکثرت عبادت کی ترغیب دیتے تھے۔ اس لیے اس ماہ میں زیادہ سے زیادہ جتنی عبادت ہو سکے پوری ہمت اور کوشش سے کرنی چاہیے۔

قیام رمضان:

قیام رمضان (تراویح) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت فرمایا۔ اسی

www.ahnafmedia.com

پر حضرات خلفاءِ راشدین میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ، دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ائمہ مجتہدین و حضرات مشائخ رحمہم اللہ عمل پیرا رہے، بلاد اسلامیہ میں چودہ سو سال سے اسی پر عمل ہوتا رہا ہے اور امت کا اسی پر اجماع ہے۔ آنے والے سطور میں اس کی وضاحت آ رہی ہے۔

لفظ تراویح:

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالتَّرَاوِيحُ جَمْعُ تَرْوِيحَةٍ وَهِيَ الْمَرَّةُ الْوَاحِدَةُ مِنَ الرَّاحَةِ كَتَسْلِيمَةٍ مِنَ السَّلَامِ.

فتح الباری شرح صحیح البخاری ج4ص317

ترجمہ: تراویح "ترویحہ" کی جمع ہے اور ترویحہ ایک دفعہ آرام کرنے کو کہتے ہیں، جیسے "تسلیمہ" ایک دفعہ سلام کرنے کو کہتے ہیں۔

نمازِ تراویح کی وجہ تسمیہ:

"ترویحہ" وہ نشست ہے جس میں کچھ راحت لی جائے۔ چونکہ تراویح کی چار رکعتوں پر سلام پھیرنے کے بعد کچھ دیر راحت لی جاتی ہے، اس لیے تراویح کی چار رکعت کو ایک "ترویحہ" کہا جانے لگا اور چونکہ پوری تراویح میں پانچ ترویحے ہیں، اس لیے پانچوں کا مجموعہ "تراویح" کہلاتا ہے۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سُمِّيَتِ الصَّلٰوةُ فِي الْجَمَاعَةِ فِي لَيَالِي رَمَضَانَ التَّرَاوِيحَ ؛ لِاَنَّهُمْ اَول ما اجتمعوا عليها كانوا يستريحون بين كل تسليمتين.

فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج4، ص317

ترجمہ: جو نماز رمضان کی راتوں میں باجماعت ادا کی جاتی ہے اس کا نام "تراویح"

www.ahnafmedia.com

رکھا گیا ہے، اس لیے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ پہلی بار اس نماز پر مجتمع ہوئے تو وہ ہر دو سلام (چار رکعتوں) کے بعد آرام کیا کرتے تھے۔

تراویح سنت مؤکدہ ہے

حضور علیہ السلام نے قیام رمضان کو سنت قرار دیا ہے جیسا کہ ابھی باحوالہ گزرا ہے۔ آپ علیہ السلام کے بعد حضرات خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اس پر مواظبت فرمائی جیسا کہ ہم اس کا بیان کریں گے، اور یہی مواظبت دلیل ہے کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ۔

سنن ابی داؤد: ج2،ص290، باب فی لزوم السنۃ

ترجمہ: تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین (رضی اللہ عنہم) کی سنت کو اپنے اوپر لازم پکڑو اور اسے مضبوطی سے تھام لو۔

اس حدیث مبارک میں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت پر لفظ "علیکم" (تم پر لازم ہے) اور عضوا علیہا بالنواجذ (مضبوطی سے تھام لو) سے عمل کرنے کی تاکید فرمائی اسی طرح حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت پر بھی عمل کرنے کی تاکید فرمائی جو کہ تراویح کے سنت موکدہ ہونے کی دلیل ہے۔

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی باجماعت نماز تراویح؛ تین راتیں:

آپ علیہ السلام سے تراویح کی جماعت صرف تین دن ثابت ہے، پورا مہینہ آپ علیہ السلام نے صحابہ رضی اللہ عنہ کو کوئی نماز نہ پڑھائی جیسا کہ احادیث میں اس

www.ahnafmedia.com

کی صراحت موجود ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى بَقِيَ سَبْعٌ فَقَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ. قَالَ فَقَالَ «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلَّى مَعَ الإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ». قَالَ فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ وَالنَّاسَ فَقَامَ بِنَا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلاَحُ.... ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ.

سنن ابی داؤد ج1ص204، باب فی قیام شهر رمضان

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے، آپ نے پورا مہینہ ہمیں رات میں نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ سات دن باقی رہ گئے تو (تیئسویں رات میں) آپ نے ہمیں نماز پڑھائی یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی جب چھ دن رہ گئے تو نماز نہیں پڑھائی پھر جب پانچ دن رہ گئے تو نماز پڑھائی (یعنی پچیسویں رات میں) یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر آپ اس رات کے باقی حصے میں بھی ہمیں نفل پڑھا دیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا!، آپ نے فرمایا: جب کوئی شخص امام کے ساتھ نماز (عشاء) پڑھے پھر اپنے گھر واپس جائے تو اسے پوری رات کے قیام کا ثواب ملے گا۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب چار دن باقی رہ گئے تو آپ نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی، جب تین دن باقی رہ گئے تو آپ نے اپنے گھر والوں، عورتوں اور دیگر لوگوں کو جمع کیا اور نماز پڑھائی (یعنی ستائیسویں رات) اتنی لمبی نماز پڑھائی کہ ہمیں اندیشہ ہونے لگا کہ ہم سے سحری رہ جائے گی، پھر باقی ایام بھی آپ نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی۔

www.ahnafmedia.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

دلیل نمبر1:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج2 ص284 باب کم یصلي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ. المعجم الکبیر للطبرانی ج5 ص433 رقم 11934، المنتخب من مسند عبد بن حمید ص218 رقم 653، السنن الکبری للبیهقی ج2 ص496 باب مَا رُوِيَ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ.)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس کی سند حسن درجہ کی ہے، امت کے تلقی بالقبول کی وجہ سے صحیح شمار ہو گی۔

شبہ:

زئی صاحب غیر مقلد نے لکھا: "یہ حدیث موضوع و من گھڑت ہے"
(تعدادِ رکعات قیام رمضان: ص28)

اور یہ بات نقل کی: "وھو ضعیف-ھذا حدیث ضعیف" (ایضاً)

نیز اس کے ایک راوی ابراہیم بن عثمان پر جرح بھی کی ہے۔ یہی کچھ غلام مصطفی غیر مقلد نے لکھا ہے۔ (آٹھ رکعت نماز تراویح: ص6)

جواب نمبر1:

اللہ تعالیٰ جناب کو فہم نصیب فرمائے۔ حدیث کے بارے میں نقل کیا کہ یہ ضعیف ہے اور حکم لگایا "موضوع و من گھڑت ہے" کیا ضعیف حدیث موضوع ہوتی ہے؟ [جبکہ زیرِ بحث حدیث درجۂ حسن کی ہے، اور مؤیدات کی وجہ سے قوی تر ہے۔ تفصیل آگے آ رہی ہے] اگر یہی اصول جناب کے ہاں مسلم ہے تو سننِ اربعہ اور

www.ahnafmedia.com

دیگر کتبِ حدیث کی جن روایات کو محدثین ضعیف بتلاتے ہیں ان پر شوق سے "موضوع" کا حکم لگائیے۔ جناب کی جانب سے حدیث کی "عظیم خدمت" ہو گی۔

اولاً:۔۔۔ "ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ العنبسی" جن پر موصوف نے جرح کی ہے وہ اتنا بھی مجروح نہیں کہ اس کی روایت کو رد کر دیا جائے، بلکہ بعض محدثین سے اس کی تعدیل و توثیق اور مدح و ثناء بھی ثابت ہے۔

1: امام شعبہ بن الحجاج م 160ھ نے ابوشیبہ سے روایت لی ہے۔

(تہذیب الکمال للمزی: ج1، ص268، تہذیب التہذیب : ج1 ص136)

اور غیر مقلدین کے ہاں اصول ہے کہ امام شعبہ اس راوی سے روایت لیتے ہیں جو ثقہ ہو اور اس کی احادیث صحیح ہوں۔

(القول المقبول فی شرح صلوۃ الرسول : ص386، نیل الاوطار: ج1 ص16)

اگر ابوشیبہ اتنا ضعیف راوی ہوتا جتنا زئی صاحب کہتے ہیں تو پھر امام شعبہ ان سے روایت نہ لیتے۔

2: امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ الاساتذہ حضرت یزید بن ہارون رحمہ اللہ، ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ کے زمانۂ قضاۃ میں ان کے کاتب تھے اور ان کے بڑے مداح تھے، فرماتے ہیں: "ماقضی علی الناس یعنی فی زمانه اعدل فی قضاء منه"

(تہذیب الکمال ج1ص270)

ترجمہ: ابراہیم بن عثمان کے زمانۂ قضاء میں ان سے بڑھ کر کوئی قاضی نہیں ہوا۔

3: امام ابن عدی فرماتے ہیں: له احادیث صالحة۔

(تہذیب الکمال ج1ص270)

ترجمہ: ابوشیبہ کی احادیث درست ہیں۔

مزید فرماتے ہیں: وهو وإن نسبوه إلى الضعف خير من إبراهيم بن أبي حية۔

(تہذیب الکمال ج1ص270)

www.ahnafmedia.com

ترجمہ: لوگوں نے ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ کی طرف ضعیف ہونے کی نسبت کی ہے، لیکن یہ ابراہیم بن ابی حیہ سے بہتر ہے۔

اور ابراہیم بن ابی حیہ کے بارے میں امام یحیٰ بن معین فرماتے ہیں: شیخ، ثقة کبیر۔

(لسان المیزان ج1ص53، رقم الترجمۃ 127)

ترجمہ: یہ شیخ ہیں اور بڑے ثقہ ہیں۔

تو جب ابراہیم بن ابی حیہ امام یحیٰ بن معین کے ہاں ثقہ ہے تو ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ حد درجہ ضعیف کیوں؟ اور اس کی حدیث موضوع و من گھڑت کیوں؟

ثانیاً:۔۔۔ ابراہیم بن عثمان پر کی گئی جروح میں سے بعض جروح مبہم و غیر مفسر ہیں اور بعض جروح غیر مقبول اور مردود بھی ہیں۔ مثلاً زئی صاحب نے لکھا ہے: ”اسے شعبہ نے جھوٹا کہا ہے۔“ (تعدادِ رکعات قیام رمضان: ص29)

حالانکہ علامہ ذہبی اور حافظ ابن حجر کی پوری عبارت سامنے رکھنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ امام شعبہ کی یہ جرح ناقابل قبول ہے۔ خود علامہ ذہبی کے ہاں بھی یہ جرح غلط ثابت ہوتی ہے۔ عبارت یہ ہے:

کذبہ شعبة لکونہ روی عن الحکم عن ابن ابی لیلیٰ انہ قال شھد صفین من اھل بدر سبعون فقال شعبة کذب واللہ لقد ذاکرت الحکم فما وجدنا شھد صفین احدا من اھل بدر غیر خزیمة ۔قلت: سبحان اللہ! اما شھد ھا علی؟اما شھدھا عمار؟

(میزان الاعتدال للذہبی: ج1ص84)

ترجمہ: امام شعبہ نے ابراہیم بن عثمان کو جھوٹا اس وجہ سے کہا ہے کہ اس نے حکم سے روایت کی کہ ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ جنگ صفین میں ستر بدری صحابہ شامل تھے۔ شعبہ نے کہا: واللہ! ابراہیم بن عثمان نے تو جھوٹی بات کہی ہے۔ میں نے خود امام حکم سے

www.ahnafmedia.com

مذاکرہ کیا تو سوائے حضرت خزیمہ کے کسی کو اہل بدر سے نہیں پایا۔ میں (ذہبی) کہتا ہوں: سبحان اللہ! کیا صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر نہ تھے ؟کیا صفین حضرت عمار رضی اللہ عنہ حاضر نہ تھے؟

اس تفصیل سے امام شعبہ کی تکذیب کی حقیقت واضح ہوگئی کہ انہوں نے تکذیب صرف اس وجہ سے کی تھی کہ ابراہیم نے حکم کے واسطے سے ابن ابی لیلیٰ کا یہ قول نقل کیاہے کہ صفین میں ستر بدری صحابہ شریک تھے۔تو اس سے ابراہیم کا جھوٹا ہونا کیسے ثابت ہوتا ہے؟ بلکہ جھوٹ تو اس وقت ثابت ہوتا کہ جب شعبہ حکم کے پاس مذاکرہ کرنے گئے تو حکم سرے سے اس بیان کا انکار کر دیتے لیکن حکم اس کا انکار نہیں کرتے، بلکہ مذاکرہ سے صرف ایک صحابی ثابت ہوا۔ معلوم ہوا کہ امام حکم نے بیان کیا تھا لیکن اب وہ ستر کا عدد ثابت نہ کر سکے۔ تو اس میں ابراہیم کا کیا قصور ہے؟! علاوہ ازیں علامہ ذہبی نے بھی امام شعبہ کے اس بیان کو یوں رد کر دیا کہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ بھی تو یقیناً شریک تھے۔تو پھر متعین ایک ہی کیسے ثابت ہوا؟ کم سے کم تین کہیے یعنی اس طرح اور تحقیق کر لیجیے، ممکن ہے اور نکل آئیں۔ معلوم ہوا کہ امام ذہبی کے نزدیک بھی شعبہ کی یہ جرح مردود ہے، لیکن علی زئی صاحب کی "دیانت" کو بھی داد دیجیے۔

ثالثاً:۔۔ ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ پر کچھ کلام بھی کیا گیاہے اور اسے ضعیف بھی بتلایا گیاہے لیکن یہ اتنا بھی ضعیف نہیں کہ اس کی روایت کو مطلقاً ترک کر دیا جائے بلکہ دیگر مؤیدات کی وجہ سے (جن کا بیان آگے آرہاہے) یہ روایت اس قدر مستحکم و قوی ہوجاتی ہے کہ ضعیف کہہ کر جان چھڑانا ناممکن سی بات ہے۔ چنانچہ محدث شہیر حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی فرماتے ہیں:

www.ahnafmedia.com

"ابو شیبہ کی یہ حدیث چاہے اسناد کے لحاظ سے ضعیف ہو مگر اس لحاظ سے وہ بے حد قوی اور ٹھوس ہے کہ عہد فاروقی کے مسلمانوں کا علانیہ عمل اس کے موافق تھا یا کم از کم آخر میں وہ لوگ اسی پر جم گئے اور روایتوں سے حضرت علی کے زمانہ کے مسلمانوں کا عمل بھی اسی کے موافق ثابت ہوتا ہے اور ہر چار ائمہ مجتہدین کے اقوال بھی اسی کے مطابق ہیں اور عہد فاروقی کے بعد سے ہمیشہ امت کا عمل بھی بلا اضافہ یا اضافہ کے ساتھ اس کے موافق رہا ہے۔ ان باتوں کے انضمام سے ابو شیبہ کی حدیث اس قدر قوی و مستحکم ہو جاتی ہے کہ اس کے بعد اس کو ضعیف کہہ کر جان چھڑانا ناممکن سی بات ہو جاتی ہے"

(رکعات تراویح ص60)

جواب نمبر2:

اس روایت کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور قاعدہ ہے کہ اگر کسی روایت کو تلقی بالقبول حاصل ہو جائے تو روایت صحت کا درجہ پا لیتی ہے۔

1: امام شافعیؒ (204ھ) فرماتے ہیں:

حدیث لا وصیہ لوارث إنہ لا یثبتہ أھل الحدیث ولکن العامہ تلقتہ بالقبول وعملوا بہ حتی جعلوۃ ناسخا لآیہ الوصیہ لہ۔

(فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث للسخاوي ج 1 ص 289)

ترجمہ: محدثین اس حدیث کو ثابت نہیں مانتے لیکن علماء نے اس کو قبول کر لیا ہے اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں، حتیٰ کہ ان محدثین علماء نے اس حدیث کو آیت وصیت کا ناسخ قرار دیا ہے۔

2: امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (911ھ) فرماتے ہیں:

قال بعضھم یحکم للحدیث بالصحۃ اذا تلقاہ الناس بالقبول وان لم

www.ahnafmedia.com

یکن لہ اسناد صحیح.

(تدریب الراوی ص29)

ترجمہ: بعض محدثین کا موقف ہے کہ حدیث پر صحیح ہونے کا حکم اس وقت (بھی) لگایا جائے گا جب امت اس حدیث کو قبول کر لے، اگرچہ اس کی سند صحیح نہ ہو۔

3: حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

و ذهب بعضهم الی ان الحدیث اذا تأید بالعمل ارتقی من حال الضعف الی مرتبة القبول۔ قلت: وهو الاوجه عندی۔

(فیض الباری شرح البخاری: ج3،ص:409 کتاب الوصایا، باب الوصیة لوارث)

ترجمہ: بعض محدثین کی رائے یہ ہے کہ کسی حدیث کی تائید جب (امت کے) تعامل کے ساتھ ہو تو وہ درجہ ضعف سے درجہ قبولیت پا لیتی ہے۔ میں (علامہ کشمیری رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ یہی رائے میرے ہاں زیادہ پسندیدہ ہے۔

4: غیر مقلد عالم ثناء اللہ امرتسری نے اعتراف کیا: ”بعض ضعف ایسے ہیں جو امت کی تلقی بالقبول سے رفع ہو گئے ہیں“

(اخبارِ اہل حدیث مورخہ 19 اپریل1907 بحولہ رسائلِ اعظمی ص331)

لہذا یہ روایت تلقی بالقبول ہونے کی وجہ سے یہ روایت صحیح و حجت ہے۔

جواب نمبر 3:

اس حدیث کو ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ سے روایت کرنے والے چار محدث ہیں:

1: یزید بن ہارون: (مصنف ابن ابی شیبة ج2 ص284)

2: علی بن جعد: (المعجم الکبیر للطبرانی ج5ص433 رقم 11934)

3: ابو نعیم فضل بن دکین: (المنتخب من مسند عبد بن حمید ص218 رقم 653،)

4: منصور بن ابی مزاحم: (السنن الکبری للبیهقی ج2ص496)

www.ahnafmedia.com

اور یہ چاروں حضرات ثقہ ہیں:

1: یزید بن ہارون: ثقه، متقن ۔(تقریب التہذیب ص638)

2: علی بن جعد: ثقه، صدوق ۔(سیر اعلا م النبلاء للذہبی: ج10 ص466)

3: ابو نعیم فضل بن دکین: ثقه ثبت۔(تقریب التہذیب ص475)

4: منصور بن ابی مزاحم: ثقه ۔ (تقریب التہذیب ص576)

ان ثقہ و عظیم محدثین کا ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ سے بیس رکعت نقل کرنے میں متفق ہونا قوی تائید ہے کہ یہ حدیث ثابت و صحیح ہے ورنہ یہ ثقہ حضرات اس طرح متفق نہ ہوتے۔

دلیل نمبر2:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسَ اَرْبَعَةً وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَاَوْتَرَ بِثَلَاثَةٍ ۔

(تاریخ جرجان للسہمی ص317، فی نسخۃ 142)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ و سلم رمضان میں ایک رات تشریف لائے اور لوگوں کو چار(فرض) بیس رکعت(تراویح) اور تین وتر پڑھائے۔

فائدہ: اس حدیث کی سند حسن درجہ کی ہے۔

فائدہ: اس روایت کو تلقی امت بالقبول حاصل ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً خلفاء راشدین میں سے حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم، تابعین ، ائمہ اربعہ اور مشائخِ امت رحمہم اللہ نے اس پر عمل فرمایا ہے اور بلادِ

www.ahnafmedia.com

اسلامیہ و حرمین شریفین میں اسی بیس رکعت کا معمول رہا ہے۔ محدثین حضرات نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ تلقی امت بالقبول سے حدیث درجہ صحت کو پا لیتی ہے۔[حوالہ جات گزر چکے ہیں]لہذا یہ روایت درجہ صحیح کو پہنچ جاتی ہے۔

شبہ: اس میں دو راوی محمد بن حمید الرازی اور عمر بن ہارون البلخی ضعیف ہیں۔

جواب: یہ حسن الحدیث درجہ کے راوی ہیں۔

محمد بن حمید الرازی:(م248ھ)

آپ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، کے راوی ہیں۔

(تہذیب التہذیب ج:5ص:547)

اگرچہ بعض محدثین سے جرح منقول ہے لیکن بہت سے جلیل القدر ائمہ محدثین نے آپ کی تعدیل و توثیق اور مدح بھی فرمائی ہے مثلاً:

1: امام احمد بن حنبل: وثقہ(ثقہ قرار دیا)۔

(طبقات الحفاظ للسیوطی ج:1ص:40)

اور ایک بار فرمایا"لایزال بالری علم مادام محمد بن حمید حیاً"۔(جب تک محمد بن حمید زند ہ ہیں مقام ری میں علم با قی رہے گا)

(تہذیب الکمال للمزی ج:8ص:652)

2: امام یحیٰ بن معین: ثقۃ ،لیس بہ باس، رازی کیس[ثقہ ہے اس احادیث پر کوئی کلام نہیں، سمجھ دار ہے](ایضاً)

3: امام جعفر بن عثمان الطیالسی: ثقۃ۔(تہذیب الکمال ج:8ص:653)

4: علامہ ابن حجر: الحافظ[حافظ ہے]۔(تہذیب التہذیب ج:5ص:547)

5: علامہ ہیثمی ایک حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:" وفی اسناد بزار محمد بن حمید الرازی وھو ثقۃ "[بزاز کی سند میں محمد بن حمید الرازی ہے اور وہ ثقہ ہے]۔

(مجمع الزوائد ج:9ص:475)

www.ahnafmedia.com

چونکہ اس پر کلام ہے اور اس کی توثیق بھی کی گئی ہے، لہٰذا اصولی طور پر یہ حسن درجہ کا راوی ہے۔

عمر بن ہارون البلخی: (م 294ھ)

آپ ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ بعض حضرات نے جرح کی ہے لیکن بہت سے ائمہ نے آپ کی تعدیل و توثیق اور مدح و ثناء میں یہ الفاظ ارشاد فرمائے ہیں:
"الحافظ،الامام ،المکثر، عالم خراسان ،من اوعیۃ العلم"[علم کا خزانہ تھے] کثیر الحدیث، وارتحل[حصول علم کے اسفار کئے] ثقۃ،مقارب الحدیث۔

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج:1ص:249،248،سیر اعلام النبلاء ج:7ص:148تا 152،تہذیب التہذیب ج:4ص:315تا317)

لہٰذا اصولی طور پر آپ حسن الحدیث درجہ کے راوی ہیں۔

تنبیہ: راقم نے سہ ماہی مجلہ "قافلہ حق" ج:4ش:3 میں ایک تحقیقی مضمون "مسئلہ 20 تراویح ۔۔۔ دلائل کی روشنی میں" تحریر کیا تھا بعض آل حدیث نے الحدیث ش76 میں بازاری زبان استعمال کرکے اس پر لایعنی اعتراض کئے جن میں سے ایک اعتراض اس حدیث پر بھی تھا جس کا جواب ادارہ کی جانب سے اگلے شمارہ میں بعنوان "بوتل فروش یا ایمان فروش" دے دیا گیا، افادۃً پیش خدمت ہے:

بوتل فروش یا ایمان فروش

بوتل فروش صاحب لکھتے ہیں کہ: "گھمن نے ترجمہ میں بددیانتی کی ہے۔ چار رکعت فرض کا اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے کیونکہ اس من گھڑت روایت سے چوبیس رکعات تراویح کا ثبوت ملتا تھا"۔

(الحدیث ش76ص33)

www.ahnafmedia.com

جائزہ:

حدیث مبارک کے متن میں الفاظ موجود ہیں [اربعة وعشرین رکعة واوتر بثلاثة] اس میں جماعت کے ساتھ ادا کی گئی مکمل نماز کا ذکر ہے اور یہ ہر وہ شخص سمجھتا ہے جو عقل کی نعمت سے محروم نہ کر دیا گیا ہو کہ رمضان المبارک میں امام پہلے باجماعت چار فرض اور پھر بیس رکعات تراویح اور آخر میں تین رکعات وتر پڑھاتا ہے مثلاً:

1: امام ابن بطال م 449ھ نے حضرت عطاء بن ابی باح سے " یصلون ثلاثا وعشرین رکعة" نقل کیا یعنی وہ حضرات 23 رکعات ادا فرماتے تھے اور پھر یوں وضاحت فرمائی" الوتر منھا ثلاثا "کہ ان میں تین رکعات وتر ہے۔

(شرح البخا ری لابن بطال ج3ص146)

2: امام ابن عبد البر م 463ھ نے سائب بن یزید سے "وکان القیا م علی عھدہ [یعنی علی عھد عمر] بثلاث وعشرین رکعة "یعنی حضرت عمر کے زمانہ مبارک میں 23 رکعت ادا کی جاتی تھیں اور اس کے بعد فرماتے ہیں کہ "وھذا محمول علی ان الثلاث للوتر "یہ اس بات پر محمول ہے کہ تین رکعات وتر ہوتے تھے۔

(التمہید لابن عبد البر ج3ص519،الاستذکار لابن عبد البر ج2ص96ومثلہ فی عمدة القاری علی البخا ری لحافظ العینی عن ابن عبد البرج8ص245)

3: امام ابن عبد البر نے ہی سیدنا اب عباس سے مرفوعاً یہ الفاظ تخریج فرمائے ہیں کہ " کان یصلی فی رمضا ن عشرین رکعة "کہ آپ رمضان میں بیس رکعات ادا فرماتے تھے اس کے بعد فرماتے ہیں کہ وھذا ایضا سوی الوتر اور یہ وتر کے علاوہ کی نماز ہے۔ (التمہید لابن عبد البر ج4ص519)

4: امام ابن حجر ج852ھ نے سیدنا سائب بن یزید سے " عشرین رکعة " نقل فرمایا اور پھر یوں وضاحت فرمائی کہ وھذا محمول علی غیر الوتر اور یہ وتر کے علاوہ پر

www.ahnafmedia.com

محمول ہے۔(فتح البا ری ج4ص321)

خلفاء راشدین اور تراویح:

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ، حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت پر عمل کرنے لگے تھے، مختلف جماعتوں میں یا متفرق ہو کر الگ الگ ٹولیوں میں بٹ کر تراویح پڑھتے رہتے تھے۔ حضور علیہ السلام دیکھتے تھے لیکن کبھی اس پر ناپسندیدگی یاناگواری کا اظہار نہیں کیا بلکہ پسندیدگی کا اظہار فرما کر رضامندی کی سند عطا فرمائی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ فرماتے ہیں:

خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَإِذَا أُنَاسٌ فِى رَمَضَانَ يُصَلُّونَ فِى نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ « مَا هَؤُلاَءِ ». فَقِيلَ هَؤُلاَءِ نَاسٌ لَيْسَ مَعَهُمْ قُرْآنٌ وَأُبَىُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّى وَهُمْ يُصَلُّونَ بِصَلاَتِهِ. فَقَالَ النَّبِىُّ -صلى الله عليه وسلم- « أَصَابُوا وَنِعْمَ مَا صَنَعُوا ».

(سنن ابی داؤد ج1ص204،باب فی قیام شھررمضان)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات تشریف لائے تو دیکھا کہ لوگ مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ جواب دیا گیا کہ یہ لوگ حافظ قرآن نہیں ہیں اس لیے ابی بن کعب کی اقتداء میں نماز (تراویح) ادا کر رہے ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہوں نے اچھا کیا اور صحیح کیا۔

اسی مضمون کی ایک دوسری روایت حضرت ثعلبہ بن ابی مالک القرظی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ:

قَالَ: « قَدْ أَحْسَنُوا، أَوْ قَدْ أَصَابُوا ». وَلَمْ يَكْرَهْ ذَلِكَ لَهُمْ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی :ج2ص495)

www.ahnafmedia.com

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہوں نے اچھا کیا یا یہ فرمایا کہ صحیح کیا اور یہ چیز آپ نے ان کے لیے ناپسند نہیں کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تمام انصار و مہاجرین نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کر لیا۔ آپ کے زمانہ خلافت میں بھی نماز تراویح کا وہی سلسلہ جاری رہا جو عہد نبوی کے آخری ایام میں موجود تھا یعنی انفرادی یا متفرق جماعتوں کی صورت میں۔ چنانچہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا۔

(صحیح البخاری :ج1 ص269،باب فضل من قام رمضان)

ترجمہ: عہد نبوی والا یہ معاملہ خلافت صدیقی رضی اللہ عنہ اور عہد فاروقی رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور تک اسی طرح قائم رہا۔

یعنی عہد صدیقی میں نہ مستقل طور پر باجماعت قیام رمضان تھا اور نہ متفرق جماعتوں میں رکعتوں کی کوئی تعیین۔ وجہ یہ تھی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے مختصر دور خلافت میں ارتداد، جھوٹے نبیوں اور مانعین زکوۃ وغیرہ جیسے فتنوں سے نبرد آزما ہونا پڑا، اس لیے اس امر کی طرف باقاعدہ توجہ نہ دی جا سکی۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا باجماعت تراویح کا اہتمام:

22 جمادی الثانی 13ھ کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سفر آخرت اختیار فرمایا اور انہی کے انتخاب پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی۔ تقریباً دو ماہ بعد رمضان المبارک آ گیا۔ اس موقع پر آغاز رمضان میں آپ رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عکیم الجھنی رضی

www.ahnafmedia.com

اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ماہ رمضان کی اول شب نماز مغرب کے بعد حضرت عمر نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے فرمایا:

فان هذا الشهر كتب عليكم صيامه،ولم يكتب عليكم قيامه، فمن استطاع منكم ان يقوم فليقم فانها نوافل الخير فمن لم يسقطع فلينم على فراشه۔

(مصنف عبدالرزاق: ج4ص204، باب قيام رمضان)

ترجمہ: یہ وہ مہینہ ہے جس کے روزے تم پر فرض کیے گئے ہیں لیکن اس کا قیام تم پر فرض نہیں کیا گیا۔ پس تم میں سے جو قیام کی طاقت رکھتا ہے وہ قیام کرے کیونکہ یہ نوافل خیر ہیں اور جو قیام کی طاقت نہ رکھے وہ بستر پر نیند کرے۔

گویا خلافت فاروقی کے آغاز میں نماز تراویح کی سابقہ کیفیت برقرار تھی اور اس کا درجہ نوافل یا استحبابی سنت کا رہا، لیکن اگلے سال فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے باجماعت تراویح کے لیے سرکاری حکم جاری فرمادیا۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن عبدالقاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کی ایک رات کو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی جانب نکلا، دیکھا کہ لوگ متفرق ٹولیوں کی صورت میں نماز پڑھ رہے تھے۔

فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ

(صحيح البخاری: ج1ص269، باب فضل من قام رمضان)

ترجمہ: تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں ان کو ایک امام پر جمع کر دوں تو بہتر ہو گا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا پختہ ارادہ کرلیا۔ کچھ دن بعد آپ نے لوگوں

www.ahnafmedia.com

www.ahnafmedia.com

کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمع کر دیا۔ اس کے بعد ایک رات ہم نکلے تو لوگ مسجد میں ایک امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اچھا طریقہ ہے۔

سابقہ صفحات میں واضح ہوا کہ باجماعت تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تین دن پڑھائی، اس پر مداومت نہ فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اول شخص ہیں جنہوں نے باقاعدہ باجماعت قیام رمضان کا اجراء فرمایا۔

تراویح کے سنت فاروقی ہونے کا مطلب:

نماز تراویح کو "سنت فاروقی" اس لیے کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے باقاعدہ جماعت کا اہتمام کیا اور پورا مہینہ اس کی ادائیگی کا حکم فرمایا چنانچہ علامہ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی لکھتے ہیں:

وفی الاوائل للعسکری: اول من سن قیام رمضان عمر سنة اربع عشرة۔

(الحاوی للفتاوی: ج1، ص336)

ترجمہ: علامہ عسکری کی کتاب "الاوائل" میں ہے کہ رمضان کی جماعت کا باقاعدہ قیام حضرت عمر نے سن چودہ ہجری میں جاری فرمایا۔

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

ان عمر بن الخطاب اول من جمع الناس علی قیام شهر رمضان الرجال علی ابی بن کعب والنساء علی سلیمان بن ابی حثمة۔

(الحاوی للفتاوی ج1ص336، السنن الکبری للبیهقی ج2ص494)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب پہلے شخص ہیں جنہوں نے لوگوں کو قیام رمضان یعنی تراویح پر مجتمع فرمایا چنانچہ مردوں کا امام حضرت ابی بن کعب اور عورتوں کا امام حضرت سلیمان بن ابی حثمہ کو بنایا۔

الحاصل نفس تراویح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے اور اس کا باقاعدہ قیام اور باجماعت جاری کرنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سنت ہے۔

ایک سوال اوراس کا جواب:

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تین دن جماعت تراویح کروائی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوراماہ اس کا اہتمام کیوں کروایا ہے؟

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوراماہ اسے اس لیے باجماعت ادانہیں فرمایا تاکہ یہ امت پر فرض نہ ہو جائے اورامت اس کی ادائیگی سے عاجز آکر گنہگار نہ ہو۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَشِيتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ۔

(سنن النسائی : ج1ص237، باب الحث علی الصلاۃ فی البیوت الخ)

ترجمہ: مجھے اس بات کا ڈر ہوا کہ یہ نماز کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے، اگر فرض ہو جائے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اسے ادا نہ کر سکو۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو سلسلہ وحی بھی بند ہو گیا۔ اب اس کے فرض ہونے کا احتمال بھی ختم ہو گیا تو اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منشاء نبوت کو سامنے رکھتے ہوئے پورا مہینہ اس کے باقاعدہ اہتمام کا حکم دیا۔ چنانچہ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں:

استنبط عمر ذلك من تقرير النبی صلی الله علیه وسلم من صلی معه فی

www.ahnafmedia.com

تلك الليالي وأن كان كره ذلك لهم فإنما كرهه خشية أن يفرض عليهم ... فلما مات النبي صلى الله عليه وسلم حصل الأمن من ذلك ورجح عند عمر ذلك ... وإلى قول عمر جنح الجمهور۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج4ص320)

ترجمہ: کہ صحابہ آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ و سلم ناپسندیدگی کے باوجود منع نہیں فرمارہے تھے وجہ اس ناپسندیدگی کی یہ تھی کہ کہیں یہ نماز ان پر فرض نہ ہوجائے جب آپ صلی اللہ علیہ و سلم کی وفات ہوگئی تو اس کے فرض ہونے کا خوف نہ رہاتو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں یہی بات راجح ٹھہری کہ تراویح کے باجماعت پڑھنے کا باقاعدہ اہتمام کیاجائے اور جمہور حضرات نے آپ کی بات کو قبول کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی تراویح کی تعداد رکعت بیان کرنے والے چھ حضرات ہیں۔ یہ تمام حضرات بیس رکعات ہی روایت کرتے ہیں (مضطرب وضعیف روایات کا کوئی اعتبار نہیں) ذیل میں روایات پیش خدمت ہیں :

1: حضرت ابی بن کعب:

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اَنَّ عُمَرَ اَمَرَ اُبَیًّا اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ یَصُوْمُوْنَ النَّھَارَ وَلَایُحْسِنُوْنَ اَنْ یَّقْرَأُ وْا فَلَوْقَرَأْتَ الْقُرْآنَ عَلَیْھِمْ بِاللَّیْلِ فَقَالَ: یَااَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! ھٰذَا شَیْئٌ لَمْ یَکُنْ۔ فَقَالَ، قَدْعَلِمْتُ وَلٰکِنَّہٗ اَحْسَنُ۔ فَصَلّٰی بِھِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔

(مسند أحمد بن منيع بحواله اتحاف الخيرة المهرة ج2 ص424 باب في قيام رمضان)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب

www.ahnafmedia.com

رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں رمضان شریف کی رات میں نماز (تراویح) پڑھاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور (رات) قرأت (قرآن) اچھی نہیں کرتے۔ تو قرآن مجید کی رات کو تلاوت کرے تو اچھا ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اے امیر المومنین ! یہ تلاوت کا طریقہ پہلے نہیں تھا۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں جانتا ہوں لیکن یہ طریقہ تلاوت اچھا ہے“ تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات نماز (تراویح) پڑھائی۔

فائدہ: اس روایت کی سند صحیح اور راوی ثقہ ہیں۔

اعتراض:

آل حدیث نے لکھا: ”یہ روایت اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبوصیری میں بغیر کسی سند کے احمد بن منیع کے حوالے مذکور ہے۔ سر فراز صفدر دیوبندی لکھتے ہیں کہ ”بے سند بات حجت نہیں ہو سکتی۔“

(مقدار رکعات قیا م رمضا ن ص74)

غلام مصطفی ظہیر غیر مقلد نے بازاری زبان استعمال کرتے ہوئے لکھا: ”بے سند روایات وہی پیش کرتے ہیں جنکی اپنی کوئی سند نہ ہو۔“

(آٹھ رکعت نما ز تراویح ص8)

جواب:

اللہ تعالی جناب کو اخلاق حسنہ عطا فرمائے، الاحادیث المختارہ للمقدسی میں یہ روایت سند کے ساتھ موجود ہے۔ جناب کی ”تسلی“ کے لئے سند پیشِ خدمت ہے:

أخبرنا أبو عبدالله محمود بن أحمد بن عبدالرحمن الثقفي بأصبهان أن سعيد بن أبي الرجاء الصيرفي أخبرهم قراءة عليه أنا عبدالواحد بن أحمد البقال

www.ahnafmedia.com

أنا عبیداللہ بن یعقوب بن إسحاق أنا جدی إسحاق بن إبراھیم بن محمد بن جمیل أنا أحمد بن منیع أنا الحسن بن موسی نا أبو جعفر الرازی عن الربیع بن أنس عن أبی العالیة عن أبی بن کعب أن عمر أمر أبیا أن یصلی بالناس فی رمضان الحدیث

[الاحادیث المختارة للمقدسی ج3ص367 رقم 1161]

تنبیہ:۔۔۔۔علامہ ابن تیمیہ حضرت ابی بن کعب کے بیس رکعت پڑھانے کو ثابت مانتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

"قد ثبت ان ابی بن کعب کان یقوم بالناس عشرن رکعة ویوتر بثلاث فرأی اکثر من العلماء ان ذلك ھو السنة لانه قام بین المھاجرین والانصار ولم ینکرہ منکر"۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ قدیم ص186/ج1،فتاویٰ ابن تیمیہ جدیدص112ج23)

ترجمہ: یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابی بن کعب لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔ اس لئے علماء کی اکثریت کی رائے میں بیس ہی سنت ہیں کیونکہ حضرت ابی بن کعب نے بیس رکعت مہاجرین اور انصار صحابہ کے سامنے پڑھی ہیں اور کسی نے بھی (بیس تراویح کے سنت ہونے کا) انکار نہیں کیا۔

(تجلیات صفدر ج3ص317تا318)

2: حضرت سائب بن یزید:

1: عَنْ یَزِیْدِ بْنِ خُصَیْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیدَ قَالَ: کَانُوا یَقُومُونَ عَلَی عَھْدِ عُمَرَ فِی شَھْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِینَ رَکْعَةً وَاِنْ کَانُوا لَیَقْرَءُونَ بِالْمِئِینِ مِنَ الْقُرْآنِ،

(مسند ابن الجعد ص413 رقم الحدیث 2825)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام حضرت عمر رضی اللہ عنہ [اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ] کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے

www.ahnafmedia.com

تھے اور قاری صاحب سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس روایت کی سند بخاری کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

2: عن یزید بن خصیفة عنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَكَانُوا يَقْرَءُونَ بِالْمِئِينِ، وَكَانُوا يَتَوَكَّؤنَ عَلَى عُصِيِّهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ.

(السنن الکبری للبیهقی ج2ص496 باب مَا رُوِیَ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ.)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ صحابہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ [اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ] کے زمانہ میں [صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باجماعت] بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور قاری صاحب سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں لاٹھیوں کا سہارا لیتے۔

فائدہ: اس روایت کی سند بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

3: روی مالك من طريق يزيد بن خصيفة عن السائب بن يزيد عشرين ركعة۔

(نیل الاوطار للشوکانی ج2ص514)

ترجمہ: امام مالک نے یزید بن خصیفہ کے طریق سے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ (عہد فاروقی میں) بیس رکعت تراویح تھیں۔

تنبیہ: یہ طریق صحیح البخاری ج1ص312 پر موجود ہے۔

4: عن السائب بن يزيد قال...القيام على عهد عمر ثلاثة وعشرين ركعة۔

(مصنف عبدالرزاق ج4ص201، حدیث نمبر7763)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے

www.ahnafmedia.com

دور میں تین رکعت (وتر) اور بیس رکعت (تراویح) پڑھی جاتی تھی۔

5: عن السائب بن یزید قال: کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب بعشرین رکعۃ والوتر۔

(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج2ص305 باب قیام رمضان رقم الحدیث 1365)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر کے زمانے میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

تصحیح روایت سائب بن یزید:

1: امام نووی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔(مرقات ج2ص194)

2: علامہ نیموی نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے(التعلیق الحسن علی آثار السنن ص222)

بعض شبہات کا ازالہ:

بعض الناس نے اس پر مضحکہ خیز شبہات کئے ہیں مثلاً:

1: اس روایت میں قیام کرنے والوں کا تعارف نامعلوم ہے۔۔۔ ان لوگوں کے نام بتائیں۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔(تعداد رکعات قیام رمضان: ص77، 78)

جواب: روایت میں واضح موجود ہے کہ یہ لوگ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے دور کے لوگ ہیں۔ ظاہر ہے یہ صحابہ و تابعین ہی ہیں، کوئی غیر مسلم نہیں۔ کیونکہ معرفۃ السنن للبیہقی میں ہے کہ سائب بن یزید خود فرماتے ہیں: ”کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب“[حوالہ سابقہ] کہ ”ہم“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں الخ

اور سائب بن یزید صغار صحابہ میں سے ہیں۔(تقریب التہذیب: ص263) جو اپنے ہم عصر اصحاب یعنی کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کی تراویح کا ذکر

www.ahnafmedia.com

فرما رہے ہیں۔ اگر بعض الناس کو حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ اور اس دور کے دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا تعارف نہ ہو اپنی "تحقیق" کو داد دیں اور اس اثر صحیح پر لایعنی اعتراض سے باز رہیں۔

2: آل حدیث نے لکھا: یہ روایت شاذ ہے۔(تعداد رکعات قیام ص16)

جواب: آل حدیث کا یہ قول بلا دلیل ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ سائب بن یزید کا یہ اثر شاذ نہیں اس لیے کہ یہ ابی بن کعب، یزید بن رومان، عبد العزیز بن رفیع، یحی بن سعید، محمد بن کعب القرظی کی روایات کے مطابق ہے جن میں بیس رکعات کا ذکر ہے۔(تفصیل آگے آرہی ہے)

3: حضرت محمد بن کعب القرظی:

قال محمد بن کعب القرظی کان الناس یصلون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان عشرین رکعۃ۔

(قیام اللیل للمروزی ص157)

ترجمہ: محمد بن کعب القرظی (جو جلیل القدر تابعی ہیں) فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعت (تراویح) پڑھتے تھے۔

شبہ: یہ روایت مرسل و منقطع ہے، کیونکہ محمد بن کعب القرظی کی حضرت عمر بن الخطاب سے ملاقات ثابت نہیں۔

جواب: محمد بن کعب القرظی [م120ھ] خیر القرون کے ثقہ محدث ہیں۔

(تقریب التہذیب ص534)

اور جمہور محدثین خصوصاً احناف و موالک کے ہاں خیر القرون کا ارسال وانقطاع مضر صحت نہیں۔(قواعد فی علوم الحدیث للعثمانی ص138وغیرہ)

پس روایت صحیح و قابل استدلال ہے۔

www.ahnafmedia.com

4: حضرت یزید بن رومان:

عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً۔

(موطا امام مالک: ص98)

ترجمہ: یزید بن رومان کہتے ہیں کہ لوگ (صحابہ وتابعین) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تیئس رکعتیں پڑھتے تھے (بیس تراویح اور تین وتر)

اس حدیث کی سند بخاری ومسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

شبہ:

بعض غیر مقلد شبہ کرتے ہیں کہ یزید بن رومان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، اس لئے یہ سند منقطع ہے۔(تعداد رکعات قیام رمضا ن ص77)

جواب نمبر 1:

یہ اثر موطا امام مالک (ص98) میں موجود ہے اور موطا امام مالک کے متعلق محدثین کی رائے یہ ہے:

قال الشافعي : أصح الكتب بعد كتاب الله موطأ مالك ، واتفق أهل الحديث على أن جميع ما فيه صحيح على رأى مالك ومن وافقه ، وأما على رأى غيره فليس فيه مرسل ولا منقطع إلا قد اتصل السند به من طرق أخرى ، فلا جرم أنها صحيحة من هذا الوجه ، وقد صنف فى زمان مالك موطآت كثيرة فى تخريج أحاديثه ووصل منقطعه ، مثل كتاب ابن أبي ذئب وابن عيينة والثورى ومعمر۔

(حجۃ اللہ البا لغۃ: ص281، باب طبقات کتب الحدیث)

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح کتاب موطا امام مالک ہے اور محدثین کا اتفاق ہے کہ اس میں جتنی روایتیں ہیں سب امام مالک اور

www.ahnafmedia.com

ان کے موافقین کی رائے پر صحیح ہیں۔(اس لئے کہ وہ لوگ مرسل کو بھی صحیح ومقبول مانتے ہیں)اور دوسروں کی رائے پر اس میں کوئی مرسل یا منقطع ایسا نہیں ہے کہ دوسرے طرق سے اس کی سند متصل نہ ہو ، اور امام مالک کے زمانے میں موطا کی حدیثوں کی تخریج کے لیے اور اس کے منقطع کو متصل ثابت کرنے کے لیے بہت سے موطا تصنیف ہوئے جیسے ابن ابی ذئب، ابن عیینہ، ثوری اور معمر کی کتابیں۔

پس لاعلم لوگوں کا اعتراض باطل ہے۔

جواب نمبر2:

یزید بن رومان م130ھ ثقہ راوی ہیں۔(تقریب التہذیب ص632)

اور پہلے وضاحت سے گزر چکا ہے کہ خیر القرون کا انقطاع وارسال عند المحدثین خصوصاً احناف ومالکیہ کے ہاں صحت حدیث کے منافی نہیں۔ پس روایت صحیح وقابل استدلال ہے۔

پس اعتراض باطل ہے۔

جواب نمبر3:

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

وقال الشافعي: يُقْبَلُ إن اعْتَضَد بمجيئه مِن وجهٍ آخرَ يُبايِنُ الطريقَ الأُولى، مسنَداً أو مرسَلاً۔

(نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر: ص101)

ترجمہ: امام شافعی فرماتے ہیں کہ مرسل کی تائید جب کسی دوسرے طریق سے ہو جائے جو طریق اول کے مباین ہی کیوں نہ ہو تو مقبول ہوتی ہے چاہے وہ دوسرا طریق مسند ہو یا مرسل۔

www.ahnafmedia.com

اور یزید بن رومان کے اثر کو دیگر کئی مرسلوں سے تائید حاصل ہے (جن کا بیان آگے آرہاہے) پس یہ اثر بالاتفاق مقبول ہے۔

5: حضرت یحیٰ بن سعید:

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَمَرَ رَجُلاً يُصَلِّي بِهِمْ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج2ص285، باب كم يصلي في رمضان من ركعة)

ترجمہ: یحیی بن سعید کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھائے۔

شبہ: بعض آل حدیث نے لکھا: یحی بن سعید نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں پایا، لہذا یہ روایت منقطع ہے۔

(ملخصاً مقدار قیام رمضا ن ص76)

جواب: امام یحی بن سعید م144ھ خیر القرون کے ثقہ ونیک محدث ہیں۔

(تقريب التہذيب ص622)

اور پہلے وضاحت سے گزر چکاہے کہ خیر القرون کا انقطاع وارسال عند الجمہور خصوصاً عند الاحناف صحت حدیث کے منافی نہیں۔ پس اثر صحیح ہے۔

6: حضرت عبد العزیز بن رفیع

آپ رحمہ اللہ مشہور تابعی ہیں۔ حضرت انس، حضرت ابن زبیر، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور دیگر صحابہ کے شاگرد ہیں، صحاح ستہ کے راوی ہیں۔

(تہذيب التہذيب: ج4 ص189، 190)

آپ فرماتے ہیں:

كَانَ أُبَيّ بْنُ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ

www.ahnafmedia.com

عِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج2ص285 کم یصلی فی رمضا ن من رکعۃ)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

اس کی سند صحیح ہے اور تمام راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

فائدہ: مشہور قول کے مطابق حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی۔

(تہذیب التہذیب: ج1 ص178)

گویا عبد العزیز بن رفیع نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی تراویح کو ذکر کیا ہے، اس لیے ہم ان کی روایت اس باب میں لائے ہیں۔

شبہ: بعض غیر مقلدین نے لکھا: عبد العزیز بن رفیع کی حضرت ابی بن کعب سے ملاقات ثابت نہیں، لہذا یہ روایت منقطع ہے۔

جواب: امام عبد العزیز بن رفیع م 130ھ صحاح ستہ کے راوی ہیں اور خیر القرون کے ثقہ راوی ہیں۔(تقریب التہذیب ص389)

اور جمہور محدثین خصوصاً عند الاحناف خیر القرون کا ارسال وانقطاع مضر صحت نہیں۔ (تفصیل گزر چکی ہے) پس اعتراض باطل ہے اور روایت ٹھیک ہے۔

7: حضرت حسن بصری

عن الحسن ان عمر بن الخطاب جمع الناس علی ابی بن کعب فی قیام رمضان فکان یصلی بھم عشرین رکعۃ۔

(سنن ابی داؤد ج1ص211 باب القنوت فی الوتر)

ترجمہ: حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں

www.ahnafmedia.com

کو حضرت ابی بن کعب کی امامت پر جمع فرمایا۔ وہ لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھاتے تھے۔

فائدہ: اس روایت کے راوی ثقہ ہیں۔

شبہ:

بعض الناس نے لکھا: "عشرین رکعة" کے الفاظ دیوبندی تحریف ہے۔ محمود الحسن دیوبندی (1268-1339) نے یہ تحریف کی ہے، "عشرین لیلة" بیس راتیں کی بجائے "عشرین رکعة" بیس رکعتیں کر دیا۔ (آٹھ رکعت نماز تراویح ص9)

بعض نے یوں لکھا: یہ بات سفید جھوٹ ہے۔ (مقدار رکعات قیام رمضا ن ص30)

جواب:

اولاً:۔۔۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ ایک غیر مقلد سلطان محمود جلالپوری کے جواب میں فرماتے ہیں:

" ابو داؤد کے دو نسخے ہیں، بعض نسخوں میں عشرین رکعة اور بعض میں عشرین لیلة ہے۔ جس طرح قرآن پاک کی دو قرأتیں ہوں تو دونوں کو ماننا چاہیے، ہم دونوں نسخوں کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن حیلہ بہانے سے انکار حدیث کے عادی سلطان محمود جلالپوری نے اس حدیث کا انکار کر دیا اور الٹا الزام علماء دیوبند پر لگا دیا۔"
(تجلیا ت صفدر ج3ص316)

ثانیاً:۔۔۔ جلیل القدر محدثین و محققین نے اس روایت کو نقل کیا اور "عشرین رکعة" ہی نقل کیا ہے، مثلاً:

1: علامہ ذہبی نے ابو داؤد کے حوالے سے "عشرین رکعة" نقل کیا۔
(سیر اعلام النبلاء ج3ص176، 177، تحت تر جمہ ابی بن کعب رقم الترجمہ :223)

www.ahnafmedia.com

2: علامہ ابن کثیر۔(جامع المسانید والسنن ج1ص55)

3: الشیخ محمد علی الصابونی۔(الهدى النبوى الصحيح فى صلوة التراويح ص56)

4: شیخ الہند مولانا محمود حسن۔(سنن ابی داؤدبتحقیق شیخ الہند ج1ص211)

5: نسخہ مطبوع عرب۔(ص1429 بحوالہ تجلیا ت صفدر ج3ص316)

یہ 5 حوالہ جات لاعلم لوگوں کو چپ کرانے کے لیے کافی ہیں۔

فائدہ: حضرت عمر کے زمانے میں پڑھی جانے والی تراویح کے چھ راوی گزر چکے ہیں جو "عشرین رکعة" نقل کرتے ہیں، یہ زبردست تائید ہے کہ "عشرین رکعة" والا نسخہ ابی داؤد بھی صحیح وثابت ہے۔ والحمدللہ

خلاصہ روایات:

ان روایات سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قولاً، فعلاً اور تقریراً بیس رکعت تراویح پر مواظبت ثابت ہوگئی اور یہ عمل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تمام مہاجرین اورانصار صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں شروع فرمایا جس کا کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

قد ثبت ان ابی بن کعب کان یقوم بالناس عشرین رکعة فی قیام رمضان ویوتر بثلاث فرای کثیرمن العلماء ان ذلك هو السنة لانه اقامه بين المهاجرين والانصار،ولم ينكره منكر۔

(فتاوی ابن تیمیہ ج23ص122)

ترجمہ: یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابی بن کعب لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے اس لیے علماء کی اکثریت کی رائے میں بیس ہی سنت ہیں کیونکہ حضرت ابی بن کعب نے مہاجرین اورانصار کو بیس ہی پڑھائیں۔ اور کسی نے بھی (بیس تراویح

www.ahnafmedia.com

کے سنت ہونے کا) انکار نہیں کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی تراویح بیس رکعت ہی پڑھی جاتی تھی، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں تھی۔ قراء حضرات دو دو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور مقتدی شدت قیام کی وجہ سے تھک جاتے اور لاٹھیوں کا سہارا لیتے۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَكَانُوا يَقْرَءُونَ بِالْمِئِينِ، وَكَانُوا يَتَوَكَّئُونَ عَلَى عُصِيِّهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ.

(السنن الكبرى للبيهقي ج2ص496 باب مَا رُوِيَ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ (اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے زمانہ میں (صحابہ کرام باجماعت) بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور قاری صاحب سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں لاٹھیوں کا سہارا لیتے۔

فائدہ: اس روایت کی سند بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

اس سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بیس رکعت تراویح پر عمل ثابت ہوتا ہے نیز حضرات خلفاء خود بھی لوگوں کے ساتھ شریک ہو کر تراویح ادا کرتے۔ چنانچہ فقہ مالکی کی مشہور کتاب المدونۃ الکبریٰ میں تصریح ہے:

ان عمر وعثمان كانا يقومان فی رمضان مع الناس فی المسجد۔

(ج1ص194)

ترجمہ: حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما رمضان المبارک میں لوگوں کے

www.ahnafmedia.com

ساتھ ہی باجماعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی تراویح بیس رکعت ہی پڑھی جاتی تھی۔ اس تراویح کو روایت کرنے والے تین حضرات ہیں۔ ان کی مرویات پیشِ خدمت ہیں:

1: حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما:

رَوَى الْاِمَامُ الْحَافِظُ زَيْدُ بْنُ عَلِيِّ الْهَاشِمِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ كَمَا حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ اَمَرَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْقِيَامِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ اَنْ يُّصَلِّيَ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً يُّسَلِّمُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُرَاوِحَ مَابَيْنَ كُلِّ اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ۔

(مسند الامام زیدص159،158)

ترجمہ: امام زید اپنے والد امام زین العابدین رحمہ اللہ سے وہ اپنے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس امام کو رمضان میں تراویح پڑھانے کا حکم دیا اسے فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے، ہر دو رکعت پر سلام پھیرے، ہر چار رکعت کے بعد آرام کا اتنا وقفہ دے کہ حاجت والا فارغ ہو کر وضو کر لے اور (یہ بھی حکم دیا کہ قاری) آخر میں وتر پڑھائے۔

فائدہ: اس روایت کی سارے راوی اہل بیت کے ہیں اور ثقہ ہیں۔

2: حضرت ابو عبد الرحمن السلمی:

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : دَعَا الْقُرَّاءَ فِي رَمَضَانَ، فَأَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلاً يُصَلِّي بِالنَّاسِ عِشْرِينَ رَكْعَةً. قَالَ : وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُوتِرُ بِهِمْ۔.

(السنن الکبری للبیہقی ج2ص496)

www.ahnafmedia.com

ترجمہ: ابو عبد الرحمن سلمی سے روایت ہے کہ حضرت علی نے رمضان میں قاریوں کو بلایا پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھایا کرے اور حضرت علی خود انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

شبہ نمبر 1:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس میں ایک راوی حماد بن شعیب ضعیف ہے۔

جواب:

اولاً:۔۔۔اگرچہ حماد بن شعیب کی بعض ائمہ نے تضعیف کی ہے لیکن دیگر ائمہ نے اس کی توثیق بھی کی ہے مثلاً:

1: امام ابن عدی فرماتے ہیں: یکتب حدیثه مع ضعفه۔
(لسان المیزان: ج2 ص348)

یعنی اس کی حدیث اس کے ضعف کے باوجود لکھی جا سکتی ہے۔

اور ارشاد الحق اثری غیر مقلد کے نزدیک "یکتب حدیث" کا جملہ الفاظ تعدیل میں شمار ہوتا ہے۔(توضیح الکلام ج1ص547)

2: امام ابن حبان نے انہیں ثقات میں شمار کیا ہے۔(تہذیب الکمال: ج8 ص378)

3: علامہ ابن تیمیہ نے اسی حماد بن شعیب والی روایت سے استدلال کیا ہے۔
(منہاج السنہ ج2ص224)

4: امام بیہقی نے اس اثر علی کو اثر شتیر بن شکل کی قوت کے لیے روایت کیا ہے جو دلیل ہے کہ یہ امام بیہقی کے نزدیک قوی ہے۔(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2ص996)

5: علامہ ذہبی جیسے ناقد فن نے اس پر المنتقیٰ ص542 پر سکوت فرمایا ہے۔
(تجلیات صفدر ج3ص323)

6: امام ترمذی حضرت علی سے مروی اس بیس رکعت والی روایت کو صحیح مانتے

www.ahnafmedia.com

ہیں جب ہی تو استدلال کرتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

واکثر اھل العلم علی ما روی عن علی وعمر وغیرھما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ۔(سنن الترمذی ج1ص166)

ترجمہ: اکثر اہل علم کا موقف بیس رکعت ہی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

لہذا اصولی طور پر حماد بن شعیب حسن الحدیث درجہ کا راوی ہے اور حدیث مقبول ہے۔

ثانیاً:۔۔۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور کی تراویح کے راوی حضرت حسین اور ابوالحسناء بھی ہیں۔لہذا اس سند میں اگر ضعف ہو(جبکہ یہ حسن درجہ کی روایت ہے)تو ان مویدات کی وجہ سے ختم ہو جائے گا۔

شبہ نمبر2:

ایک غیر مقلد نے لکھا:"عطاء بن السائب"مختلط راوی ہے، حماد بن شعیب ان لوگوں میں سے نہیں جنہوں نے اس سے قبل الاختلاط سنا ہے۔
(آٹھ رکعت نماز تراویح ص13)

جواب:

اولاً:۔۔۔عطاء بن السائب اگر آخر عمر میں مختلط ہو گئے تھے لیکن اتنے بھی نہیں کہ ان کی احادیث ضعیف قرار دی جائیں بلکہ باجود اختلاط کے محدثین کے ہاں ان کی احادیث کم از کم "حسن" درجہ کی ضرور ہیں۔مثلاً:

1: امام ہیثمی ایک روایت کے تحت لکھتے ہیں:"**وفیہ عطاء بن السائب وفیہ کلام وھو حسن الحدیث**"(مجمع الزوائد ج3 ص142 ، باب التکبیر علی الجنازۃ)

www.ahnafmedia.com

ترجمہ: اس روایت میں عطاء بن السائب ہے، اس میں کلام ہے لیکن ان کی حدیث حسن درجہ کی ہے۔

2: علامہ ذہبی فرماتے ہیں: تابعی مشھور حسن الحدیث۔

(المغنی فی الضعفاء: ج2 ص59، رقم الترجمۃ 4121)

ترجمہ: یہ مشہور تابعی ہیں اور ان کی حدیث حسن درجہ کی ہوتی ہے۔

3: امام حاکم عطاء بن السائب کی ایک روایت جسے جریر بن عبد الحمید نے روایت کیا ہے، کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

صحیح الاسناد (المستدرک للحاکم: ج5 ص350، کتاب التوبۃ و الإنابۃ)

حالانکہ جریر کا سماع بعد الاختلاط کا ہے۔(الشذا الفیاح من علوم ابن الصلاح: ج2 ص750)

معلوم ہوا آپ اختلاط کے باوجود "حسن الحدیث" ہیں۔

4: حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: وکان اختلط بآخرہ ولم یفحش حتی یستحق ان یعتدل بہ عن مسلک العدول۔(تہذیب التہذیب ج4 ص493)

ترجمہ: عطاء بن السائب آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے لیکن اتنے فاحش اور زیادہ مختلط بھی نہیں ہوئے کہ وہ اختلاط کی وجہ سے عادل (وثقہ) ہیں راویوں کی راہ سے تجاوز کر جائیں۔

5: امام مسلم: انہوں نے عطاء بن السائب کو مقدمہ مسلم میں قابل اعتماد اور طبقہ ثانیہ کا راوی شمار کیا ہے جن سے صحیح مسلم میں روایت لی ہے۔

(مقدمہ مسلم ص:3)

لہذا یہ حسن الحدیث راوی ہے اور روایت حسن درجہ کی ہے۔

ثانیاً:۔۔اس روایت کی مؤید دیگر روایات بھی ہیں جن میں حضرت حسین اور حضرت ابو الحسناء کے طریق ہیں۔ پس یہ روایت مؤیدات کی وجہ سے حجت و قابل اعتماد ہے۔

www.ahnafmedia.com

3: حضرت ابو الحسناء:

عَنِ أَبِي الْحَسْنَاءِ : أَنَّ عَلِيًّا أَمَرَ رَجُلاً يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج2ص285، السنن الکبری ج2ص497)

ترجمہ: ابو الحسناء سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھائے۔

فائدہ: اس روایت کی سند حسن درجہ کی ہے۔

فائدہ: اس روایت میں حضرت علی کرم اللہ وجھہ کے "حکم" دینے کا ذکر ہے۔

شبہ:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ابو الحسناء مجہول العین ہے، لہذا روایت ضعیف ہے۔

جواب:

اولاً:۔۔۔ عند الاحناف خیر القرون کی جہالت، تدلیس اور ارسال جرح ہی نہیں اور شوافع کے ہاں متابعت سے یہ جرح ختم ہو گئی کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت تراویح روایت کرنے میں ابو الحسناء اکیلے نہیں بلکہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور امام ابو عبد الرحمن سلمی بھی یہی روایت کرتے ہیں۔

(تجلیا ت صفدر ج3ص328)

ثانیاً:۔۔۔ ابو الحسناء سے دو راوی یہ روایت نقل کر رہے ہیں:

1: عمرو بن قیس۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج2ص285)

2: ابو سعید البقال۔(السنن الکبریٰ للبیہقی ج2ص497)

اور یہ دونوں بالترتیب ثقہ اور صدوق ہیں۔(تقریب التہذیب ص456وص299)

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں ؛ من روی عنه اکثر من واحد ولم یوثق الیه

الاشارة بلفظ مستور او مجهول الحال ۔(تقریب التہذیب: ص111)

ترجمہ: جس راوی سے ایک سے زائد راوی روایت کریں اور اس کی توثیق کی گئی ہو تو اس کی طرف لفظ مستور یا مجہول الحال سے اشارہ کیا جاتا ہے۔

یہاں ابو الحسناء سے بھی دو راوی یہ روایت کر رہے ہیں۔ لہذا اصولی طور پر یہ مجہول نہیں بلکہ مستور راوی بنتا ہے۔ غیر مقلدین کا اسے مجہول العین کہہ کر روایت رد کرنا شرمناک ہے۔

الحاصل ابو الحسناء مستور راوی ٹھہرتا ہے اور محدثین کے ہاں قاعدہ ہے کہ مستور کی متابعت کوئی دوسرا راوی کرے جو مرتبہ میں اس سے بہتر یا برابر ہو تو اس کی روایت حسن ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

”ومتى تُوبعَ السيءُ الحفظ بمُعْتَبَرٍ: كأنْ يكونَ فَوْقَهُ، أو مِثلَهُ، لا دونه، وكذا المختلِط الذي لم يتميز، والمستور، والإسناد المرسل، وكذا المدلَّس إذا لم يُعْرف المحذوف منه صار حديثُهم حسناً، لا لذاته، بل وصْفُهُ بذلك باعتبارِ المجموع“

(نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر:ص234)

ترجمہ: جب سئ الحفظ راوی کی متابعت کسی معتبر راوی سے ہو جائے جو مرتبہ میں اس سے بہتر یا برابر ہو کم نہ ہو، اسی طرح مختلط راوی جس کی روایت میں تمیز نہ ہو سکے اور اسی طرح مستور، مرسل اور مدلس کوئی تائید کر دے تو ان سب کی روایات حسن ہو جائیں گی اپنی ذات کی وجہ سے نہیں بلکہ مجموعی حیثیت کے اعتبار سے۔

ابو الحسناء کی متابعت ابو عبد الرحمن نے کی ہے۔

(السنن الکبری للبیہقی ج2ص496)

اور یہ ابو الحسناء سے بڑھ کر ثقہ راوی ہے۔ اس لئے ابو الحسناء کی یہ روایت

www.ahnafmedia.com

جمہور کے نزدیک بھی مقبول ہے۔

خلاصہ روایات:

ان روایات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بیس رکعت تراویح پر مواظبت کی گئی۔

دیگر صحابہ و تابعین اور بیس رکعت تراویح:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن زمانوں کے خیر اور تمام زمانوں سے بہتر ہونے کی خبر دی ہے وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ، تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ ہے۔ امام بخاری حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ الحديث۔

(صحیح البخاری: ج1ص362، باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ و سلم الخ)

ترجمہ: تمام زمانوں میں سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر وہ جو اس کے ساتھ ملا ہے، پھر وہ جو اس کے ساتھ ملا ہے۔

حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی چشم دید گواہ ہیں، ان کی راست گفتاری اور صدق مقال پر ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ شاہد ہے جس طرح انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو دیکھا اسی پر ہمیشہ کاربند رہے، اسی طرح حضرات تابعین رحمہ اللہ نے بھی حضرت صحابہ رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال واعمال کو لیا اور پوری زندگی کے لیے راہِ عمل بنا لیا۔ تراویح کے بارے میں جس طرح حضرات خلفاء راشدین کا عمل تھا کہ بیس رکعت پڑھتے اور حکم دیتے رہے دیگر صحابہ کرام اور تابعین عظام وغیرہ بھی بیس رکعت ہی

www.ahnafmedia.com

پڑھتے پڑھاتے رہے۔ ذیل میں ان شخصیات میں سے چند کا عمل پیش کیا جاتا ہے کہ انہوں نے بیس رکعت تراویح ہی پڑھی اور پڑھائی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

مشہور قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ ان کو یہ سعادت حاصل تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک اٹھاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی تھی کہ اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا فرما۔ ان کے بارے میں حضرت زید بن وھب فرماتے ہیں:

كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ يُصَلِّيْ بِنَا فِيْ شَهْرِ رَمْضَانَ فَيَنْصَرِفُ وَعَلَيْهِ لَيْلٌ، قَالَ الْاَعْمَشُ: كَانَ يُصَلِّيْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

(قیام اللیل للمروزی ص157)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رمضان میں ہمیں تراویح پڑھاتے تھے اور گھر لوٹ جاتے تو ابھی رات باقی ہوتی تھی۔ حدیث کے راوی اعمش فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس روایت کی مکمل سند عمدۃ القاری شرح البخاری للعلامۃ العینی میں موجود ہے، افادۃً نقل کی جاتی ہے:

رواه محمد بن نصر المروزی قال أخبرنا يحيى بن يحيى أخبرنا حفص بن غياث عن الأعمش عن زيد بن وهب قال كان عبد الله بن مسعود۔

(عمدۃالقاری ج8 ص 246 باب فضل من قام رمضان)

اور یہ سند امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

آپ جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سب سے بڑا

www.ahnafmedia.com

قاری ہونے کالقب عطافرمایا۔ آپ کے بارے میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ حضرت عبدالعزیز بن رفیع رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

کان ابی بن کعب یصلی بالناس فی رمضان بالمدینۃ عشرین رکعۃ ویوتر بثلاث۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج2ص285 کم یصلی فی رمضا ن من رکعۃ)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

اس کی سند صحیح ہے اور تمام راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

شبہ:

آل حدیث نے لکھا: عبدالعزیز بن رفیع کی حضرت ابی بن کعب سے ملاقات ثابت نہیں، لہذا یہ روایت منقطع ہے۔(مقدار قیام رمضا ن از زئی غیر مقلد ص76)

جواب:

امام عبدالعزیز بن رفیع م130ھ صحاح ستہ کے راوی ہیں اور خیر القرون کے ثقہ محدث ہیں۔(تقریب التہذیب: ص389)

اور جمہور محدثین خصوصاً عند الاحناف خیر القرون کا ارسال وانقطاع مضر صحت نہیں۔ (تفصیل گزر چکی ہے) پس اعتراض باطل ہے۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ:

آپ مشہور جلیل القدر تابعی ہیں۔ حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمرو، حضرت ابن عمر، حضرت معاویہ وغیرہ کے شاگرد ہیں، دوسو صحابہ رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے(تہذیب ج4ص488)

www.ahnafmedia.com

آپ فرماتے ہیں:

ادرکت الناس وھم یصلون ثلاثاوعشرین رکعۃ بالوتر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج2ص285)

ترجمہ: میں نے لوگوں (صحابہ وتابعین) کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے پایا ہے۔

فائدہ: اس روایت کی سند بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

امام ابراہیم النخعی:

مشہور فقیہ اور اہل کوفہ کے نامور مفتی ہیں۔ امام شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔ (تہذیب التہذیب: ج1ص168)

آپ فرماتے ہیں: ان الناس کانوا یصلون خمس ترویحات فی رمضان

(کتاب الآثار بروایۃ ابی یوسف: ص41 باب السہو)

ترجمہ: لوگ رمضان میں پانچ ترویحے (بیس رکعت) پڑھتے تھے۔

اس روایت کی سند بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

چند شبہات کا ازالہ:

غیر مقلد زئی صاحب نے اس روایت پر چند شبہات کئے۔ ان کے جوابات پیشِ خدمت ہیں تاکہ موصوف کا مبلغِ علم معلوم ہو جائے۔

شبہ نمبر1:

یوسف بن ابی یوسف کی توثیق نامعلوم ہے۔

جواب:

اولاً:۔۔۔ اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ جب کتاب کی نسبت صاحب کتاب کی طرف

www.ahnafmedia.com

مشہور ہو تو نیچے کے راوی دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں:

لان الکتاب المشھور الغنی بشھرته عن اعتبار الاسناد منا الی مصنفه

(النکت لابن حجر ص56)

ترجمہ: جو کتاب مشہور ہو (کہ فلاں مصنف کی ہے) تو اس کی شہرت ہمارے اور مصنف کتاب کے درمیان سند دیکھنے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

لہذا توثیق کا سوال باطل ہے۔

ثانیاً:۔۔۔ الجواہر المضیئۃ میں علامہ قرشی نے ان کے حالات لکھے ہیں جن سے ان کا فقیہ ہونا معلوم ہوتا ہے اور فقیہ ہونا توثیق ہے۔

(دیکھئے الجواہر المضیئۃ ص438-439)

شبہ نمبر 2:

قاضی ابو یوسف پر جرح۔۔۔

جواب:

اولاً:۔۔۔ یہ جرح مردود ہے، اس لئے کہ امام ابو حنیفہ سے ان کی مدح و ثناء اور توثیق ثابت ہے کہ جب ایک بار امام ابو یوسف بیمار ہوئے اور امام ابو حنیفہ عیادت کے لیے آئے تو فرمایا: ”ان یمت ھذا الفتی فھو اعلم من علیھا واوما الی الارض“

[اگر یہ جوان فوت ہو گیا تو علم کا نقصان ہو گا کیونکہ یہ زمین پر اعلم ہے]

ثانیاً:۔۔۔ ائمہ جرح وتعدیل اور محدثین نے آپ کو حافظ الحدیث، اثبت فی الحدیث، صاحب السنۃ، افقہ الفقہاء، سید الفقہاء، ثقۃ وغیرہ فرمایا ہے۔

(دیکھیے حسن التقاضی من سیرۃ الامام ابی یوسف القاضی للعلامۃ الکوثری)

لہذا ان پر جرح باطل ہے۔

www.ahnafmedia.com

سیدنا شتیر بن شکل:

نامور تابعی ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ نیز حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ام حبیبہ، حضرت حفصہ سے بھی روایت لی ہے۔

(تہذیب التہذیب: ج3ص138)

آپ کے بارے میں روایت ہے:

عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(مُصنف ابن أبي شيبة: ج2ص 285باب كم يصلي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

ترجمہ: حضرت شتیر بن شکل لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت تراویح اور (تین رکعت) وتر پڑھاتے تھے۔

فائدہ: اس روایت کی سند حسن درجہ کی ہے۔

سیدنا ابوالبختری:

آپ حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت ابوسعید وغیرہ کے شاگرد ہیں اہل کوفہ میں اپنا علمی مقام رکھتے تھے۔

(تہذیب ج2ص679)

آپ کے بارے میں روایت ہے:

عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ : أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ فِي رَمَضَانَ وَيُوتِرُ بِثَلاَثٍ.

(مُصنف ابن أبي شيبة: ج2ص 285باب كم يصلي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ.)

کہ آپ رمضان میں پانچ ترویحے یعنی بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس روایت کی سند حسن درجہ کی ہے۔

سیدنا سوید بن غفلہ:

www.ahnafmedia.com

آپ مشہور تابعی ہیں حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن مسعود اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے اور ان سے روایت لی ہے۔

(تہذیب التہذیب: ج3ص107)

آپ کے بارے میں ابو الخصیب روایت کرتے ہیں:

كَانَ يَؤُمُّنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(السنن الکبری للبیہقی ج2ص496 باب مَا رُوِىَ فِى عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِى شَهْرِ رَمَضَانَ.)

ترجمہ: حضرت سوید بن غفلہ ہمیں رمضان میں پانچ ترویحے یعنی بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔

سیدنا ابن ابی ملیکہ:

مشہور تابعی ہیں، تیس صحابہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

(تہذیب التہذیب: ج4ص559)

آپ کے متعلق نافع بن عمر کہتے ہیں:

كَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يُصَلِّي بِنَا فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج2ص285باب کم یصلي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ.)

ترجمہ: حضرت ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان میں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

فائدہ: اس ک ی سند بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

سیدنا سعید بن جبیر:

آپ کبار تابعین میں سے ہیں، حضرت ابن عباس، حضرت ابن زبیر، حضرت ابن عمر، حضرت عدی بن حاتم وغیرہ سے روایت لی ہے۔ اہل کوفہ میں علمی مقام رکھتے تھے۔ حجاج بن یوسف نے ظلماً قتل کیا تھا۔

www.ahnafmedia.com

(تہذیب التہذیب: ج2ص625)

آپ کے بارے میں اسماعیل بن عبد المالک فرماتے ہیں:

کان سعید بن جبیر یؤمنا فی شھر رمضان فکان یقرأ بالقراءتین جمیعا یقرأ لیلۃ بقراءۃ بن مسعود فکان یصلی خمس ترویحات۔

(مصنف عبدالرزاق: ج4ص204باب قیام رمضان)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ رمضان کے مہینے میں ہماری امامت کرواتے تھے آپ دونوں قراء تیں پڑھتے تھے ایک رات ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت (اور دوسری رات حضرت عثمان کی قرأت) آپ رحمہ اللہ پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعت) پڑھتے تھے۔

سیدنا علی بن ربیعہ:

آپ مشہور تابعی ہیں۔ حضرت علی، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت سمرہ بن جندب جیسے جلیل القدر صحابہ کے شاگرد ہیں۔ حدیث میں قابل اعتماد ہستی تھے۔

(تہذیب التہذیب: ج4ص596)

حضرت سعید بن عبید رحمہ اللہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

أَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيعَةَ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ وَيُوتِرُ بِثَلاَثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج2ص285 باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

ترجمہ: حضرت علی بن ربیعہ رحمہ اللہ رمضان میں پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعت) اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔

فائدہ: اس کی سند حسن درجہ کی ہے۔

سیدنا حارث:

عَنِ الْحَارِثِ رَحِمَهُ الله أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعِشْرِينَ

www.ahnafmedia.com

رَکْعَۃً وَیُوتِرُ بِثَلَاثٍ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج2ص285 باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

ترجمہ: حضرت حارث رحمہ اللہ لوگوں کو رمضان کی راتوں میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

سیدنا عبد الرحمن بن ابی بکر، سیدنا سعید بن ابی الحسن، سیدنا عمران العبدی:

یہ تینوں حضرات حضرت علی کے شاگردوں میں سے تھے۔ حضرت یونس رحمہ اللہ سے روایت فرماتے ہیں:

ادرکت مسجد الجامع قبل فتنۃ ابن الاشعث یصلی بھم عبدالرحمن بن ابی بکر وسعید بن ابی الحسن وعمران العبدی کانوا یصلون خمس تراویح۔

(قیام اللیل للمروزی: ص158)

ترجمہ: میں نے ابن الاشعث کے فتنہ سے پہلے جامع مسجد بصرہ میں دیکھا کہ حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرہ، حضرت سعید بن ابی الحسن اور حضرت عمران عبدی رحمہ اللہ لوگوں کو پانچ ترویحے (بیس رکعت) پڑھاتے تھے۔

خلاصہ روایات:

ان روایات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور تابعین کرام رضی اللہ عنہ رمضان مبارک میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

جمہور علماء کا موقف اور اجماع امت:

(1)۔۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں:

اجمع الصحابہ علی ان التراویح عشرون رکعۃ۔

(المرقات ج3ص194)

www.ahnafmedia.com

ترجمہ: تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیس رکعت تراویح ہونے پر اجماع کیا ہے۔

نیز شرح نقایہ میں لکھتے ہیں:

فصار اجماعا لما روی البیهقی باسناد صحیح: انهم کانوا یقیمون علی عهد عمر بعشرین رکعة وعلی عهد عثمان وعلی رضی الله عنه۔

(ج1ص342، فصل فی صلاۃ التراویح)

ترجمہ: پس (بیس رکعت) پر اجماع ہو گیا کیونکہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے، ایسے ہی خلافت عثمان اور خلافت علی رضی اللہ عنہما میں بھی۔

(2)۔۔

وبالاجماع الذی وقع فی زمن عمر اخذ ابوحنیفة والنووی والشافعی واحمد والجمهور واختاره ابن عبدالبر۔

(اتحاف سادۃ المتقین ج3ص422بحوالہ تجلیات صفدرج3ص328)

ترجمہ: اس اجماع کی وجہ سے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا تھا، امام ابو حنیفہ، امام نووی، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ اور جمہور حضرات نے (بیس رکعت تراویح) کو اختیار کیا ہے اور اسی کو علامہ ابن عبد البر نے بھی پسند کیا ہے۔

(3)۔۔ امام ترمذی فرماتے ہیں:

واکثر اهل العلم علی ماروی عن علی وعمر وغیرهما من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم عشرین رکعة۔

(سنن الترمذی ج1ص166)

ترجمہ: اکثر اہل علم کا موقف بیس رکعت ہی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(4)۔۔ مشہور فقیہ، ملک العلماء علامہ ابو بکر الکاسانی رحمہ اللہ اپنی کتاب بدائع الصنائع

www.ahnafmedia.com

میں اس اجماع کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

والصحیح قول العامة لماروی ان عمر رضی اللہ عنه جمع ابی بن کعب فیصلی بهم فی کل لیلة عشرین رکعة ولم ینکر علیه احدفیکون اجماعامنهم علی ذلك۔

(بدائع الصنائع ج1ص644)

ترجمہ: صحیح عام علماء ہی کا قول ہے، اس لیے کہ یہ روایت کی گئی ہے کہ حضرت عمر نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان المبارک میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں جمع کیا انہوں نے ان کو ہر رات بیس رکعت پڑھائیں اوراس پر کسی نے انکار نہیں کیا۔ پس یہ صحابہ کرام کی طرف سے بیس رکعت پر اجماع ہو گیا۔

(5)۔۔ مشہور محدث علامہ ابوزکریا یحیی بن شرف نووی مشقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اعلم ان صلاة التراویح سنة باتفاق العلماء وهی عشرون رکعة۔

(کتاب الاذکارص226)

ترجمہ: جان لیں کہ نماز تراویح باتفاق علماء سنت ہے اور یہ بیس رکعتیں ہیں۔

(6)۔۔ علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وهوقول جمهور العلماء وبه قال الکوفیون والشافعی واکثر الفقهاء وهوالصحیح عن ابی بن کعب من غیر خلاف من الصحابة۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج8ص246)

ترجمہ: بیس رکعت تراویح جمہور علماء کا قول ہے اور یہی قول اہل کوفہ، امام شافعی اوراکثر فقہاء کرام کا ہے اور حضرت ابی بن کعب سے بھی یہی قول صحت سے مروی ہے، صحابہ میں سے کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔

(7)۔۔ خاتمہ المحققین وسیع النظر عالم علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(وهی عشرون رکعة)هوقول الجمهور وعلیه عمل الناس شرقا وغربا۔

(ردالمحتار لابن عابدین شامی ج2ص495)

www.ahnafmedia.com

ترجمہ: بیس رکعت ہی جمہور کا قول ہے اور اسی پر شرقاً غرباً پوری امت کا عمل ہے۔

(8)۔۔ استاذ المحدثین فقیہ النفس، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہ اپنے رسالہ الحق الصریح میں فرماتے ہیں:

الحاصل ثبوت بست رکعت باجماع صحابہ رضی اللہ عنہ درآخر زمان عمر رضی اللہ عنہ ثابت شد پس سنت باشد وکسیکہ از سنت آہ انکار دارد خطاست۔

(الحق الصریح ص14)

خلاصہ یہ کہ بیس رکعات کا ثبوت اجماع صحابہ سے ثابت شدہ ہے، لہذا یہی سنت ہے اور جو شخص اس کے سنت ہونے کا انکار کرے وہ غلطی پر ہے۔

بلاد اسلامیہ میں تعداد تراویح:

بلاد اسلامیہ، اسلامی تعلیمات کے آئینہ دار ہوتے ہیں خصوصاً جب حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا دور مبارک ہو تو ان میں اسلام کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔ رمضان المبارک میں جب ان پر نظر ڈالی جائے تو ان میں مسلمان بیس تراویح پڑھتے نظر آتے ہیں۔ ذیل میں مشہور اسلامی شہروں میں پڑھی جانے والی تراویح کی مختصر تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

اہل مکہ:

1: امام دار الہجرۃ امام مالک بن انس فرماتے ہیں:

وبمکۃ بثلاث وعشرین۔

(نیل الاوطار: ج1ص514)

مکہ میں تئیس رکعت (بیس تراویح اور تین وتر) پڑھے جاتے ہیں۔

2: امام عطاء بن ابی رباح مشہور تابعی ہیں۔ حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر وغیرہ

www.ahnafmedia.com

جلیل القدر صحابہ کے شاگرد ہیں دوسو صحابہ کرام کی زیارت کی ہے۔

(تہذیب التہذیب: ج4ص488)

آپ مکی ہیں، اپنے شہر میں پڑھی جانے والی تراویح کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ادرکت الناس وھم یصلون ثلاث وعشرین رکعۃ بالوتر۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج2ص285 باب کم یصلي في رمضان من رکعۃ)

میں نے لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے پایا ہے۔

3: مشہور امام فقیہ محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں: ھکذا ادرکت ببلدنا بمکۃ یصلون عشرین رکعۃ (جامع الترمذی: ج1ص166)

میں نے اپنے شہر مکہ میں لوگوں کو بیس رکعت پڑھتے پایا ہے۔

اہل مدینہ:

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ خلافت راشدہ کے دارالخلافہ کی حیثیت سے عہد فاروقی میں تراویح کو اجتماعی شکل دینے کا آغاز مدینہ منورہ سے ہوا، جیسا کہ ماقبل میں باتفصیل گزرا کہ دور صدیقی و عثمانی میں مدینہ منورہ میں بیس رکعت ہی پڑھی جاتی رہی۔

1: حضرت ابن ابی ملیکہ مشہور تابعی ہیں، تیس صحابہ کرام کی زیارت کی ہے۔ آپ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔

(تہذیب التہذیب: ج3ص559)

آپ کے متعلق نافع بن عمر فرماتے ہیں:

کان ابن ابی ملیکۃ یصلی بنا فی رمضان عشرین رکعۃ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج2ص285 باب کم یصلي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَکْعَةٍ)

حضرت ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان میں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

2: حضرت داؤد بن قیس رحمہ اللہ جو مدینہ کے رہنے والے تھے، مشہور محدث و حافظ

www.ahnafmedia.com

تھے، فرماتے ہیں :ادرکت الناس بالمدینة فی زمن عمر بن عبدالعزیز وابان بن عثمان یصلون ستا وثلاثین رکعة ویوترون بثلاث

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج2ص285 باب کم یصلي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَة)

میں نے مدینہ میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اورابان بن عثمان کے دور میں لوگوں کو چھتیس رکعت (تراویح) اور تین رکعت وتر پڑھتے پایاہے۔

36 رکعات تراویح کیسے بنی؟ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

تشبیها باهل مکة حیث کانوا یطوفون بین کل ترویحتین طوافا ویصلون رکعتیه ولایطوفون بعدالخامسة فاراد اهل المدینة مساواتهم فجعلوا مکان کل طواف اربع رکعات ،(الحاوی للفتاوی ج1ص336)

ترجمہ: اہل مدینہ نے اہل مکہ کی مشابہت کے لیے 36 رکعات اختیار کرلیں کیونکہ اہل مکہ چار رکعت کے بعد طواف کعبہ کرلیتے تھے اور پانچویں ترویحہ کے بعد طواف نہیں کرتے تھے۔ پس اہل مدینہ طواف کی جگہ پر 4 رکعات کے بعد 4 رکعات (نفل) پڑھ لیتے تھے۔

گویا ان کی اضافی رکعات تراویح کا حصہ نہ تھیں بلکہ درمیان کی نفلی عبادت میں شامل تھیں۔ تراویح فقط بیس رکعات ہی تھیں۔

اہل کوفہ:

کوفہ ایک اسلامی شہر ہے جو عہد فاروقی میں 17ھ میں بحکم امیر المومنین تعمیر کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود جیسے عظیم المرتبت صحابی کو تعلیم وتدریس کے لیے کوفہ شہر بھیجا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے دارالخلافہ بنایا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اس شہر میں چار ہزار حدیث کے طلبہ اور چار سو فقہاء موجود تھے۔ امام

www.ahnafmedia.com

بخاری فرماتے کہ میں شمار نہیں کر سکتا کہ کوفہ طلب حدیث کے لیے کتنی مرتبہ گیا ہوں۔(مقدمہ نصب الرایۃ للکوثری ملخصاً)

1: کوفہ کے مشہور فقیہ، مفتی اہل کوفہ حضرت ابراہیم بن یزید نخعی فرماتے ہیں:

الناس کانوا یصلون خمس ترویحات فی رمضان(کتاب الاثار: ص41)

لوگ(صحابہ و تابعین) رمضان میں پانچ ترویحے(یعنی بیس رکعت) پڑھتے تھے۔

2: مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر جنہوں حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمرو غیرہ جیسے القدر صحابہ سے علم حاصل کیا کوفہ ہی میں شہید کیے گئے، آپ کے بارے میں منقول ہے:

عن إسماعيل بن عبد الملك قال كان سعيد بن جبير يؤمنا في شهر رمضان فكان يقرأ بالقراءتين جميعا يقرأ ليلة بقراءة بن مسعود فكان يصلي خمس ترويحات

(مصنف عبدالرزاق ج4ص204باب قیام رمضان)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیرؒ رمضان کے مہینے میں ہماری امامت کرواتے تھے آپ دونوں قراء تیں پڑھتے تھے ایک رات ابن مسعودؓ کی قرأت(اور دوسری رات حضرت عثمان کی قرأت) آپؒ پانچ ترویحے(یعنی بیس رکعت) پڑھتے تھے۔

3: حضرت شتیر بن شکل، حضرت علی کے شاگرد تھے کوفہ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ کے بارے میں روایت ہے:

عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(مُصنف ابن أبي شيبة، ج2ص 285باب كم يصلي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَة)

حضرت شتیر بن شکل لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

4: حضرت حارث ہمدانی، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے شاگرد

www.ahnafmedia.com

تھے، 65ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ آپ کے بارے میں روایت ہے:

عَنِ الْحَارِثِ : أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج2ص285 باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

حضرت حارث رحمہ اللہ لوگوں کو رمضان کی راتوں میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

5: مشہور تابعی امام سفیان ثوری کوفہ کے رہنے والے تھے، 161ھ میں وفات پائی۔ آپ بھی بیس رکعات تراویح کے قائل تھے:

قال الترمذی رحمہ اللہ : روی عن عمر و علی وغیرهما من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ وھو قول الثوری۔

(سنن الترمذی ج1ص166 باب ما جاء في قيام شهر رمضان)

ترجمہ: اکثر اہل علم کا موقف بیس رکعت ہی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہی موقف امام سفیان ثوری کا بھی ہے۔

اہل بصرہ:

حضرت یونس بن عبید جو حضرت حسن بصری اور امام ابن سیرین کے شاگرد اور سفیان ثوری و شعبہ کے استاد ہیں، فرماتے ہیں:

ادرکت مسجد الجامع قبل فتنۃ ابن الاشعث یصلی بھم عبد الرحمن بن ابی بکر وسعید بن ابی الحسن وعمران العبدی کانوا یصلون خمس ترا ویح ۔

(قیام اللیل للمروزی ص158)

ترجمہ: میں نے ابن الاشعث کے فتنہ سے پہلے جامع مسجد بصرہ میں دیکھا کہ حضرت

www.ahnafmedia.com

عبدالرحمن بن ابی بکرہ، حضرت سعید بن ابی الحسن اور حضرت عمران عبدی رحمہ اللہ لوگوں کو پانچ ترویحے (بیس رکعت) پڑھاتے تھے۔

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ اور بیس رکعات تراویح:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سنتوں اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے مقدس طریقوں کی حفاظت وتدوین جس جامعیت اور تفصیل کے ساتھ حضرات ائمہ اربعہ نے فرمائی ہے یہ مقام امت میں کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ اسی لیے پوری امت ان ہی کی رہنمائی میں پاک سنتوں پر عمل کررہی ہے، یہ تمام ائمہ بیس رکعات کے قائل تھے، تفصیل پیش خدمت ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ:

امام اعظم فی الفقہاء امام ابوحنیفہ اور آپ کے تمام مقلدین بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں۔

1: علامہ ابن رشد اپنی مشہور کتاب بدایۃ المجتہد میں لکھتے ہیں:

فاختار۔۔۔ابو حنیفة۔۔۔ القیام بعشرین رکعة سوی الوتر۔ (ج1ص214)

امام ابوحنیفہ کے ہاں قیام رمضان بیس رکعت ہے، وتر علاوہ ہیں۔

2: امام فخر الدین قاضی خان حنفی اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں:

عن ابی حنیفة قال القیام فی شهر رمضان سنة۔۔۔۔كل ليلة سوى الوتر عشرين ركعة خمس ترويحات (فتاوی قاضی خان ج1ص112)

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ رمضان میں ہر رات بیس رکعت یعنی پانچ ترویحے وتر کے علاوہ پڑھنا سنت ہے۔

3: علامہ ابن عابدین شامی جو فقہ حنفی کے عظیم محقق ہیں، فرماتے ہیں:

www.ahnafmedia.com

(قوله وعشرون ركعة) وهو قول الجمهور وعليه عمل الناس شرقاً وغرباً
(رد المحتار ج2ص495)

بیس رکعتین ہی جمہور کا قول ہے اور اسی پر شرقاً غرباً پوری امت کا عمل ہے۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ:

امام مالک نے ایک قول کے مطابق بیس رکعت تراویح کو مستحسن کہا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن رشد فرماتے ہیں:

واختار مالك في احد قوليه .....القيام بعشرين ركعة (بدایہ المجتہد ج1ص214)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے ایک قول میں بیس رکعت تراویح کو اختیار فرمایا ہے۔ دوسرا قول چھتیس رکعت کا ہے جن میں بیس رکعت تراویح اور سولہ نفل تھیں تفصیل گزر چکی ہے۔

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ:

ائمہ اربعہ میں سے مشہور امام ہیں، آپ فرماتے ہیں:

احب الی عشرون .....و کذالك يقومون بمكة (قیام اللیل ص159)

مجھے بیس رکعت تراویح پسند ہے، مکہ میں بھی بیس رکعت پڑھتے ہیں۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

وهكذا ادركت ببلدنا بمكة يصلون عشرين ركعة۔
(جامع الترمذی ج1ص166 باب ما جاء في قيام شهر رمضان)

میں نے اپنے شہر مکہ میں لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھتے پایا ہے۔

مشہور شافعی عالم محقق العصر امام نووی دمشقی فرماتے ہیں:

اعلم ان صلوة التراويح سنة باتفاق العلماء وهی عشرون ركعة۔
(کتاب الاذکار: ص226)

www.ahnafmedia.com

جان لو کہ تراویح باتفاق علماء سنت ہے اور یہ بیس رکعت ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

آپ بیس رکعت تراویح کے قائل تھے۔ چنانچہ فقہ حنبلی کے ممتاز ترجمان امام ابن قدامہ لکھتے ہیں:

والمختار عندابی عبداللہ (احمد بن حنبل)فیہا عشرون رکعۃ وبہذا قال الثوری وابوحنیفہ والشافعی۔

(المغنی ج1ص802)

ترجمہ: مختار قول کے مطابق امام احمد بن حنبل بیس رکعت کے قائل تھے اور یہی مذہب امام سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ اورامام شافعی کا ہے۔

مشائخ عظام اور بیس رکعت تراویح:

امت مسلمہ میں جو مشائخ گزرے ہیں ان کا عمل، اخلاق اور حسنِ کردار اس امت کے لیے قابل اتباع ہے، ان کی زندگی پر نظر ڈالی جائے تو وہ بھی بیس رکعت پر عمل پیرا نظر آتے ہیں جو یقیناً رشد وہدایت کی دلیل ہے۔ چند مشہور مشائخ کی تصریحات پیش خدمت ہیں۔

1: شیخ ابو حامد محمد غزالی م505ھ:

التراویح وھی عشرون رکعۃ و کیفیتہا مشہورۃ وھی سنۃ موکدۃ۔

(احیاء العلوم ج1ص123)

ترجمہ: تراویح بیس رکعات ہیں جن کا طریقہ مشہور ہے اور یہ سنت موکدہ ہیں۔

2: شیخ عبد القادر جیلانی م561ھ:

آپ علوم اسلامیہ کے ہر فن میں بے بدل عالم، تصوف وسلوک کے مشہور

www.ahnafmedia.com

امام تھے اپنی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین میں تراویح سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

صلوۃ التراویح سنۃ النبی وھی عشرون رکعۃ،(ص: 267، 268)

تراویح کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے اور یہ بیس رکعت ہے۔

3: شیخ امام عبدالوہاب شعرانی م 973ھ:

آپ مشہور محدث ،فقیہ اور سلسلہ تصوف میں ایک خاص مقام کے مالک تھے۔ اپنی مشہور زمانہ کتاب "المیزان الکبریٰ" میں تحریر فرماتے ہیں:

التراویح فی شھر رمضان عشرون رکعۃ (ص153)

ترجمہ: تراویح رمضان میں بیس رکعت ہے۔

حرمین شریفین اور بیس رکعات تراویح:

اسلام کے دو مقدس حرم؛ حرم مکہ وحرم مدینہ میں چودہ سوسال سے بیس رکعت سے کم تراویح پڑھنا ثابت نہیں بلکہ بیس رکعت ہی متوارث ومتواتر عمل رہا ہے۔ چنانچہ مسجد نبوی کے مشہور مدرس اور مدینہ منورہ کے سابق قاضی شیخ عطیہ سالم نے مسجد نبوی میں نماز تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ پر "التراویح اکثر من الف عام" کے نام سے ایک مستقل کتاب تالیف فرما کر ثابت کیا ہے کہ چودہ سو سالہ مدت میں بیس رکعت متواتر عمل ہے، اس سے کم ثابت نہیں۔ جامعہ ام القری مکہ مکرمہ کی طرف سے کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیۃ مکہ مکرمہ کے استاذ شیخ محمد علی صابونی کا ایک رسالہ "الھدی النبوی الصحیح فی صلوۃ التراویح" کے نام سے شائع کیا گیا ہے جس میں شیخ صابونی نے عہد خلافت راشدہ سے لے کر عہد حکومت سعودیہ تک مکہ مکرمہ ومسجد حرام میں ہمیشہ بیس رکعات تراویح پڑھے جانے کا ثبوت دیا ہے۔

www.ahnafmedia.com

خلاصہ کلام:

مذکورہ احادیث وآثار، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کے افعال، ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کے اقوال سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

(1)۔۔۔ آپ علیہ السلام نے لوگوں کو قیام رمضان کی بہت ترغیب دی، خود بھی پڑھتے رہے، تین دن اس کی جماعت کرائی اور امت کے لیے اسے مسنون قرار دیا۔

(2)۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس رکعت ثابت ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت جابر بن عبداللہ کی احادیث سے ظاہر ہے۔ چونکہ ان روایات کو امت کی تلقی بالقبول حاصل ہے اس لیے یہ صحیح لغیرہ کے درجہ میں ہیں۔

(3)۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر مواظبت فرمائی اور بیس رکعت پر امت کو جمع کیا۔ تمام مہاجر وانصار صحابہ کی موجودگی میں اس پر اجماع ہوگیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی بیس رکعت ہی پڑھی جاتی رہی۔

(4)۔۔۔ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور حضرات تابعین بھی بیس رکعت تراویح کے قائل وفاعل رہے۔

(5)۔۔۔ ائمہ اربعہ رحمہ اللہ اوران کے مقلدین بیس رکعت ہی پڑھتے چلے آرہے ہیں، گویا یہ عملا متوارث ومتواتر ہے۔

(6)۔۔۔ بلاد اسلامیہ خصوصاً مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بصرہ وکوفہ وغیرہ میں بیس رکعت ہی پڑھی جاتی رہی ہے۔

(7)۔۔۔ امت مسلمہ کے مشائخ وبزرگان بیس رکعت پر ہی عمل پیرا رہے۔

(8)۔۔۔ عرصہ چودہ سوسال سے اسلام کے عظیم مراکز حرمین شریفین میں بیس

www.ahnafmedia.com

رکعت ہی پڑھائی جاتی ہیں اور آج بھی رمضان المبارک کی بہاروں میں بیس رکعت ہی پڑھی جاتی ہے۔

غیر مقلدین کے موقف اور شبہات کی حقیقت

محترم قارئین! سابقہ صفحات میں آپ نے ملاحظہ کر لیا کہ نماز تراویح بیس رکعات ہی ہیں، لیکن غیر مقلدین اس متوارث عمل کو چھوڑ کر آٹھ رکعت پر اکتفاء کرتے نظر آتے ہیں۔ اپنے خود ساختہ موقف پر چند "دلائل" پیش کرتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان کے اس موقف اور دلائل کا جائزہ لیتے ہیں۔

نمبر 1:

غیر مقلدین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو بڑے زور و شور سے پیش کرتے ہیں کہ اس سے آٹھ رکعت تراویح ثابت ہے۔ روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سلمہ بن عبد الرحمن نے ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: "ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یصلی اربعا فلاتسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی اربعا فلاتسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی ثلاثا"

(صحیح بخاری)

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھے، پس کچھ نہ پوچھو کتنی حسین و لمبی ہوتی تھیں، اس کے بعد پھر چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کتنی حسین اور لمبی ہوتی تھیں، پھر تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

www.ahnafmedia.com

جواب نمبر 1:

اس روایت سے آٹھ رکعت تراویح پر استدلال باطل ہے، اس لیے کہ:

1: اس میں "رمضان و غیر رمضان" میں ہمیشہ گیارہ رکعت پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ تراویح صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے، غیر رمضان میں نہیں۔ حدیث کے جملہ "ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ" سے یہی بات سمجھ میں آ رہی ہے۔

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس سے وہ نماز مراد ہے جو رمضان اور غیر رمضان دونوں میں پڑھی جاتی ہے اور وہ نمازِ تہجد ہے [وضاحت آگے آ رہی ہے]

2: اس حدیث میں گیارہ رکعت تنہا پڑھنے کا ذکر ہے نہ کہ جماعت کے ساتھ اور تراویح جماعت سے پڑھی جاتی ہے۔

3: اس میں ایک سلام سے چار رکعت کا ذکر ہے جبکہ تراویح ایک سلام سے دو دو رکعت پڑھی جاتی ہیں۔

جواب نمبر 2:

محدثین کے نزدیک بھی یہ حدیث تراویح کے متعلق نہیں۔ کیونکہ عام طور پر حضرات محدثین کا طرز یہ ہے کہ تہجد کے لیے "باب قیام اللیل" اور تراویح کے لیے "باب قیام رمضان" قائم کرتے ہیں۔ مثلاً۔۔۔

نام کتاب	باب تہجد	باب تراویح
صحیح بخاری	باب فضل قیام اللیل	باب فضل من قام رمضان
صحیح مسلم	باب صلوۃ اللیل	باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح
سنن ابی داؤد	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شہر رمضان

www.ahnafmedia.com

سنن ترمذی	باب فی فضل صلوۃ اللیل	باب ماجاء فی قیام شہر رمضان
سنن نسائی	کتاب قیام اللیل	ثواب من قام وصام
سنن ابن ماجہ	باب ماجاء فی قیام اللیل	باب ماجاء فی قیام شہر رمضان
موطا امام مالک	باب فی صلوۃ اللیل	باب فی قیام رمضان
موطا امام محمد	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شہر رمضان
مشکوۃ شریف	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شہر رمضان
ریاض الصالحین	باب فضل قیام اللیل	باب استحباب قیام رمضان وھو التراویح
صحیح ابن حبان	فصل قیام اللیل	فصل فی التراویح
مجمع الزوائد	باب فی صلوۃ اللیل	قیام رمضان
سنن کبری للبیہقی	باب فی صلوۃ اللیل	باب فی قیام شہر رمضان
جمع الفوائد	صلوۃ اللیل	قیام رمضان والتراویح وغیر ذالک
قیام اللیل للمروزی	باب فی صلوۃ اللیل	قیام رمضان
بلوغ المرام	صلوۃ التطوع	قیام رمضان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ روایت کو محدثین نے باب صلوۃ اللیل (یعنی تہجد کے باب) میں ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً

صحیح البخاری۔۔۔ج1ص154 کتاب التہجد

صحیح مسلم۔۔۔ ج1ص254 باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل

سنن ابی داؤد۔۔۔ج1ص189 باب صلاۃ اللیل

سنن الترمذی۔۔۔ج1ص98 باب صلاۃ اللیل

موطا امام مالک۔۔۔ص99 باب فی صلوۃ اللیل

www.ahnafmedia.com

سنن النسائی۔۔۔ج 1 ص 237 کتاب قیام اللیل

زاد المعاد لابن القیم۔۔۔ص 125 قیام اللیل

حضرات محدثین کا اس حدیث کو قیام اللیل (یعنی تہجد کے باب) میں ذکر کرنا دلیل ہے کہ یہ تہجد سے متعلق ہے نہ کہ تراویح کے متعلق۔

جواب نمبر 2 پر اعتراض:

اس روایت کو امام بخاری "باب فضل من قام رمضان" اور امام محمد "باب قیام شھر رمضان" میں بھی لائے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ تراویح کے متعلق ہے۔

جواب:

امام بخاری اور امام محمد اس روایت کو تہجد اور قیام رمضان وغیرہ میں لائے تاکہ ثابت کریں کہ تہجد جس طرح غیر رمضان میں پڑھی جاتی ہے اسی طرح رمضان میں بھی پڑھی جاتی ہے۔

فائدہ: غیر مقلدین کا خود بھی اس روایت پر عمل نہیں، اس لیے کہ اس روایت میں رمضان اور غیر رمضان میں تین رکعات وتر کا ذکر ہے لیکن غیر مقلدین ایک وتر پڑھ کر گھر کی راہ لیتے ہیں۔ ع

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

نمبر 2:

غیر مقلدین آٹھ رکعت تراویح پر یہ دلیل بھی پیش کرتے ہیں:

عن جابر بن عبداللہ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شھر رمضان ثمان رکعات واوتر ،فلما کانت القابلۃ اجتمعنا فی المسجد ورجونا ان یخرج ،فلم نزل فیہ حتی اصبحنا ثم دخلنا،فقلنا یا رسول اللہ اجتمعنا

www.ahnafmedia.com

البارحة فی المسجد ورجونا ان تصلی بنا فقال انی خشیت ان یکتب علیکم
(المعجم الصغیر للطبرانی)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رمضان کی ایک رات میں آٹھ رکعتیں اور تین وتر پڑھائے۔ جب دوسری رات ہوئی تو ہم مسجد میں جمع ہو گئے۔ ہم اس امید میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے، ہم اسی انتظار میں بیٹھے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم رات کو اس امید پر جمع ہوئے تھے کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس بات کا خوف تھا کہ یہ نماز تم پر کہیں فرض نہ ہو جائے۔ [اس لیے نہیں پڑھائی]
یہی روایت صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، اور قیام اللیل للمروزی میں بھی موجود ہے۔

جواب:

مذکورہ کتب میں یہ روایت دو سندوں سے آتی ہے۔

1: اسحاق – ابو الربیع – یعقوب قمی – عیسی بن جاریۃ – جابر بن عبد اللہ

2: محمد بن حمید الرازی – یعقوب قمی – عیسی بن جاریۃ – جابر بن عبد اللہ

ان دونوں طریق میں درج ذیل رواۃ ضعیف و مجروح ہیں۔

عیسیٰ بن جاریہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ سے نقل کرنے والے صرف ایک راوی ہیں عیسی بن جاریہ، انہی پر اس روایت کا مدار ہے، ابن خزیمہ کے حاشیہ پر اس کے بارے میں لکھا ہے: عیسی بن جاریہ فیہ لین۔

(صحیح ابن خزیمۃ ج1ص531)

ترجمہ: عیسیٰ بن جاریہ میں کمزوری ہے۔

www.ahnafmedia.com

دیگر محدثین نے بھی اس پر جروح کی ہیں:

1: امام یحیٰ بن معین: لیس بذاك عنده مناكير [یہ شخص قوی نہیں نیز اس کے پاس منکر روایات پائی جاتی ہے]

2: امام نسائی: منكر الحديث [اس کی حدیث میں نکارت پائی جاتی ہے]

3: امام ابو داؤد: منكر الحديث [اس کی حدیث میں نکارت پائی جاتی ہے]

4: امام نسائی: متروك الحديث [اس کی روایات کو محدثین نے ترک کر دیا ہے]

5: امام ابن عدی: احاديثه غير محفوظة [اس کی احادیث غیر محفوظ ہیں]

6: امام ساجی: ضعفاء میں شمار کیا۔

7: امام عقیلی: ضعفاء میں شمار کیا۔

(میزان الاعتدال ج3 ص312، تہذیب التہذیب ج5ص193، 192)

یعقوب قمی:

یہ راوی دونوں سندوں میں موجود ہے۔ اس کا نام یعقوب بن عبد اللہ القمی ہے۔ یہ بھی مجروح راوی ہے۔ امام دار قطنی فرماتے ہیں: ليس بالقوی۔

(میزان الاعتدال ج5ص178)

یہ حدیث میں قوی نہیں ہے۔

پس یہ روایت ضعیف، متروک اور صحیح روایات کے مقابلے میں نا قابل حجت ہے۔

نمبر 3:

حدثنا عبد الاعلى حدثنا يعقوب عن عيسى بن جارية حدثنا جابر بن عبد الله قال جاء ابى ابن كعب الى رسول الله صلى الله عليه و سلم فقال يا رسول الله صلى الله عليه و سلم ان كان منى الليلة شئى يعنى فى رمضان قال وما ذاك يا ابى قال: نسوة فى دارى قلن انا لا نقرأ القرآن فنصلى بصلاتك قال

فصلیت بھن ثمان رکعات ثم اوترت قال فکان شبہ الرضاء ولم یقل شیئا ۔

(مسند ابی یعلی)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! آج رات میرے ساتھ ایک بات پیش آئی یعنی رمضان میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابی! وہ کیا بات ہے؟، حضرت ابی نے کہا: میرے گھر میں عورتیں تھیں، انہوں نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھ سکتیں، اس لیے ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گی، پس میں نے انہیں آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے۔ تو یہ رضا کی مثل ہوئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا۔

جواب نمبر 1:

اس سند میں وہی عیسی بن جاریہ اور یعقوب القمی موجود ہیں، جو سخت مجروح اور ضعیف ہیں۔ ان پر جرح ہم ماقبل میں ذکر کر آئے ہیں۔ لہذا یہ روایت سخت ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں۔

جواب نمبر 2:

اس روایت کے تمام طرق جمع کریں تو کئی قرائن ملتے ہیں کہ اس روایت میں اضطراب ہے۔

1: یہ روایت تین کتابوں میں ہے۔ مسند احمد میں سرے سے "رمضان" کا لفظ ہی نہیں، مسند ابی یعلی میں "یعنی رمضان" کا لفظ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فہم راوی ہے نہ کہ روایت، قیام اللیل مروزی میں "فی رمضان" کا لفظ ہے جو یقیناً کسی تحتانی راوی کا ادراج ہے۔ جب اس روایت میں "فی رمضان" کا لفظ ہی مدرج ہے تو اسے تراویح سے کیا تعلق رہا؟

www.ahnafmedia.com

2: مسند ابی یعلی اور قیام اللیل للمروزی سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ خود حضرت ابی بن کعب کا ہے جبکہ مسند احمد کی روایت میں الفاظ ہیں: عن جابر عن ابی بن کعب قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ و سلم الخ۔۔ [حضرت جابر حضرت ابی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس آیا] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ کسی اور کا ہے، حضرت ابی بن کعب کا نہیں۔

3:۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ آٹھ رکعت پڑھنے والا یہ کہتا ہے: "انہ کان منی اللیلۃ شئی" [رات مجھ سے یہ کام سرزد ہوگیا] اور "عملت اللیلۃ عملاً" [میں نے آج رات ایسا عمل کیا]۔ معلوم ہوا کہ اس نے اسی رات آٹھ پڑھیں تھیں اس سے پہلے معمول آٹھ کا نہیں تھا، اس لئے تو اس نے کہا کہ میں نے یہ انوکھا کام کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے کہ جب یہ خود اس کام کو انوکھا سمجھ رہا ہے تو خواہ مخواہ اس کی تردید کیوں کی جائے۔

نمبر 4:

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں۔

(موطا امام مالک)

جواب 1:

امر اول: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی تراویح کے ناقل یہ راوی ہیں:

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	السائب بن یزید	تفصیل آگے	----
2	یزید بن رومان	23 [مع الوتر]	موطا امام مالک

www.ahnafmedia.com

3	عبد العزیز بن رفیع	20	مصنف ابن ابی شیبہ
4	ابی بن کعب	20	مسند احمد بن منیع
5	یحیی بن سعید	20	مصنف ابن ابی شیبہ
6	محمد بن کعب القرظی	20	قیام اللیل للمروزی
7	حسن بصری	20	سنن ابی داوٗد

یہ تمام روات بیس رکعت تراویح ہی روایت کرتے ہیں، رہے سائب بن یزید تو ان کی روایت کی تفصیل درج ذیل ہے:

سائب بن یزید کے تین شاگرد ہیں:

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	یزید بن خصیفہ	20	السنن الکبریٰ
2	حارث بن عبد الرحمن ابی ذباب	23[مع الوتر]	مصنف عبد الرزاق
3	محمد بن یوسف	تفصیل آگے	---

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سائب بن یزید کے تین شاگردوں میں سے یزید بن خصیفہ بیس اور حارث بن عبد الرحمن ابی ذباب تیئس [مع الوتر] نقل کرتے ہیں، البتہ محمد بن یوسف نے دو باتوں میں اختلاف کیا ہے۔

1: یزید بن خصیفہ اور حارث بن عبد الرحمن ابی ذباب قاریوں کی تعداد نہیں بتاتے لیکن محمد بن یوسف نے بتائی ہے کہ دو تھے: ابی بن کعب اور تمیم داری۔

2: اول الذکر دو راوی تراویح بیس ہی نقل کرتے ہیں لیکن اس نے تراویح کی تعداد گیارہ، تیرہ اور اکیس نقل کی۔

محمد بن یوسف کے شاگردوں کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

www.ahnafmedia.com

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	امام مالک	11	موطا امام مالک
2	یحیی بن سعید القطان	11	مصنف ابن ابی شیبہ
3	عبد العزیز بن محمد الدّرَاوَرْدِی	11	سعید بن ابی منصور
4	محمد بن اسحاق	13	قیام اللیل للمروزی
5	داؤد بن قیس وغیرہ	21	مصنف عبد الرزاق

www.ahnafmedia.com

اس سے واضح ہوتا ہے کہ محمد بن یوسف کے پانچوں شاگردوں کے بیانات عدد و کیفیت کے لحاظ سے باہم مختلف ہیں کہ۔۔۔

1: پہلے تین شاگرد گیارہ نقل کرتے ہیں اور محمد بن اسحاق تیرہ، جبکہ پانچواں شاگرد داؤد بن قیس اکیس رکعات نقل کرتا ہے۔

2: امام مالک کی روایت میں گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم ہے عمل کا ذکر نہیں، یحیی القطان کی روایت میں حکم کا ذکر نہیں، عبد العزیز بن محمد کی روایت میں گیارہ رکعت تو ہیں لیکن نہ حکم ہے اور نہ ابی بن کعب اور تمیم داری کا ذکر۔ محمد بن اسحاق کی روایت میں تیرہ رکعت کا ذکر ہے لیکن نہ حکم ہے اور نہ ابی و تمیم کا ذکر، اور داؤد بن قیس کی روایت میں حکم تو ہے لیکن گیارہ کی بجائے اکیس کا ذکر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ محمد بن یوسف کی یہ روایت شدید مضطرب ہے اور اضطراب فی المتن وجہ ضعف ہوتا ہے: **والاضطراب یوجب ضعف الحدیث۔**

(تقریب النووی مع شرحہ التدریب: ص234)

ترجمہ: اضطراب روایت کو ضعیف بنا دیتا ہے۔

لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب 2:

امام مالک کا اپنا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ وہ بیس کے قائل ہیں۔ علامہ ابن رشد لکھتے ہیں: واختار مالك فی احد قولیه .....القیام بعشرین رکعة

(بدایہ المجتہد ج1ص214)

امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے ایک قول میں بیس رکعت تراویح کو اختیار فرمایا ہے۔

اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ راوی کا عمل اگر اپنی روایت کے خلاف ہو تو اس بات کی دلیل ہے کہ روایت ساقط ہے۔

(المنار مع شرحہ نور الانوار: ص190)

لہذا یہ روایت ساقط العمل ہے۔

جواب 3:

اس روایت کے مرکزی راوی سائب بن یزید کا اپنا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ ان سے بسند صحیح مروی ہے: عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب بعشرین رکعة والوتر۔

(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی: ج2ص305کتاب الصلوۃ)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر کے زمانے میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

فائدہ: چونکہ یہ روایت تمام رواۃ کی مرویات کے خلاف تھی اس لیے علماء نے اس کے بارے میں دو موقف اختیار کیے ہیں۔ [۱] ترجیح،[۲] تطبیق

ترجیح: اس روایت (گیارہ رکعت) کو راوی کا وہم قرار دے کر مرجوح قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ ابن عبد البر لکھتے ہیں: ان الاغلب عندی ان قوله احدی عشرة وهم

(الزرقانی شرح موطا: ج1ص215)

www.ahnafmedia.com

ترجمہ: میرے نزدیک غالب (راجح) یہی ہے کہ راوی کا قول "احدی عشرۃ" [گیارہ رکعت] وہم ہے۔

تطبیق: بعض حضرات نے تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً:

1: علامہ بدر الدین عینی:

لعل ھذا کان من فعل عمر اولا ثم نقلھم الی ثلاث وعشرین۔

(عمدۃ القاری: ج8ص246)

ترجمہ: ممکن ہے یہ (گیارہ رکعت) حضرت عمر کا پہلے کا عمل ہو جو تیئیس رکعات (بیس تراویح اور تین وتر) تک جا پہنچا ہو۔

2: ملا علی قاری:

وجمع بینھما بانہ وقع اولا (ای احدی عشرۃ رکعۃ فی زمان عمر)ثم استقر الامر علی العشرین فانہ المتوارث

(المرقاۃ علی المشکوۃ ج3ص194)

ترجمہ: ان دونوں میں تطبیق یوں بھی دی جا سکتی ہے کہ یہ پہلے کا عمل ہو، پھر بیس رکعت پر معاملہ ٹھہر گیا ہو اور یہی عمل امت میں متواتر و متوارث چلا ہے۔

3: علامہ محمد بن علی النیموی:

وجمع البیھقی بینھما کانوا یقومون باحدی عشرۃ ثم قاموا بعشرین واوتروا بثلاث وقد عدوا ما وقع فی زمن عمر کالاجماع۔

(حاشیۃ آثارالسنن ص221)

ترجمہ: امام بیہقی نے ان میں تطبیق یوں دی کہ (ممکن ہے) پہلے یہ لوگ گیارہ پڑھتے ہوں، پھر بیس رکعت تراویح اور تین وتر پر کاربند رہے ہوں۔

www.ahnafmedia.com

بیس تراویح اور احناف کا مسلک

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

سوال:

آج کل بعض غیر مقلدین کی طرف سے یہ سننے میں آرہا ہے کہ حنفی علماء بھی آٹھ رکعات تراویح کے قائل تھے اوران قائلین میں بڑے بڑے حضرات علماء ہیں مثلا: امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام ابن ہمام رحمہ اللہ، علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ، امام طحطاوی رحمہ اللہ، ملا علی قاری رحمہ اللہ، علامہ عبد الحئ لکھنوی رحمہ اللہ، علامہ سیوطی رحمہ اللہ، علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ وغیرہ یہ تمام حضرات آٹھ رکعات تراویح کے قائل تھے اور بطور دلائل کے یہ حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

مثلا امام ابو حنیفہ کے متعلق یہ حوالہ دیتے ہیں:

1: عن ابی حنیفة رحمہ اللہ عن ابی جعفر ان صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل کانت ثلث عشرۃ رکعةً منھن ثلاث رکعات الوتر ورکعتا الفجر۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ؛ ابو جعفر سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تیرہ رکعتیں ہوا کرتی تھی جس میں تین وتر اور دو فجر کی سنتیں شامل تھیں۔

(مسند امام اعظم ص187 باب التہجد)

2: امام ابن ہمام کے بارے میں کہتے ہیں:

امام ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ نے ام المومنین رضی اللہ عنہا والی حدیث سے نتیجہ نکالا ہے: فتحصل من ھذا کلہ قیام رمضان سنته احدی عشر رکعةً بالوتر فعله رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(فتح القدیر شرح ہدایہ ج1 ص334 طبع مصر)

www.ahnafmedia.com

حاصل بحث یہ ہے کہ نماز تراویح وتر سمیت گیارہ رکعات ہی سنت ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قدر نماز تراویح ادا کی۔قال ابن همام ان ثمانية ركعات سنة مؤكدة۔

(العرف الشذی ج1 ص166)

3: علامہ ابن نجیم حنفی: ابن نجیم المصری حنفی اپنی کتاب " بحر الرائق " میں فرماتے ہیں:وقد ثبت ان ذلك كان احدى عشرة ركعة بالوتر كما ثبت فى الصحيحين من حديث عائشة فيكون المسنون على اصول مشائخنا ثمانية منها ۔

(بحر الرائق ج2 ص66)

4: امام طحطاوی نے بھی در مختار میں یہی لکھا ہے جو امام ابن ہمام سے منقول ہے۔

5: ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اعلم انه لم يوقت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فى التراويح عدداً معينا بل لا يزيد فى رمضان ولا فى غيره على احدىٰ عشرة ركعةً

(مرقاۃ شرح مشکوۃ)

6: علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:وكان النبى صلى الله عليه وسلم قيامه بالليل هووتره يصلى بالليل فى رمضان وغيره احدى عشر ركعةً

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لم يثبت انه صلى الله عليه وسلم صلى عشرين ركعة والوجه الثانى انه قد ثبت فى صحيح البخارى وغيره ان عائشة سئلت عن قيام رسول الله صلى الله عليه وسلم فى رمضان فقالت ما كان يزيد رمضان ولا فى غيره على احدى عشرة ركعة

المصابیح فی الصلوۃ التراویح ص603

www.ahnafmedia.com

7: مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

آٹھ رکعتیں اور تین رکعات وتر باجماعت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین راتوں سے زیادہ منقول نہیں اس لئے کہ امت پر نماز تراویح فرض نہ ہو جائے۔

مجموعہ فتاوی ج1 ص354

8: سید محمد انور شاہ کشمیری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہی ثابت ہے کہ حضور کی تراویح آٹھ رکعات ہے: ولامناص من تسلیم ان تراویحه علیه السلام کانت ثمانیة رکعات۔

(العرف الشذی ج1ص101، 166)

9: مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی رحمہ اللہ کشف الغطاء تعلیق مؤطا مالک ص96 میں لکھتے ہیں قال الکرمانی اتفقوا علی ان المراد بقیام رمضان صلوۃ التراویح کرمانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بالاتفاق قیام رمضان سے مراد نماز تراویح ہے۔ما جاءَ فی قیام شهر رمضان ویسمی التراویح کما تقدم قال الکرمانی اتفقو اعلی ان المراد بقیام رمضان التراویح وبه جزم النووی وغیره.

(ص97 کشف الغطا)

یہ وہ مذکورہ حوالاجات ہیں جن کے پیش نظر کہتے ہیں کہ حنفی علماء بھی آٹھ رکعات تراویح کے قائل تھے۔مذکرہ بالا حوالوں کی روشنی میں وضاحت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیاواقعی ان حضرات کا یہی موقف تھا جو اوپر بیان ہوایا۔۔۔؟

السائل کاشف احمد، گجرات

الجواب بعون الوہاب:

اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیشہ اہل حق اہل السنۃ والجماعۃ سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے آپ نے سوال میں جن بعض اکابر کے نام لیے ہیں یقینا وہ

www.ahnafmedia.com

اہل السنۃ والجماعۃ سے تعلق رکھتے ہیں اور جمہور اہل علم کے ساتھ متفق ہیں اللہ ہم سب کا انہی کے ساتھ تعلق قائم ودائم رکھے۔

1: امام اعظم ابو حنیفہ کامسلک:

مسند امام اعظم سے جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نقل کی ہے وہ تہجد کے متعلق ہے نہ کہ تراویح کے۔ خود حدیث میں صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل کے الفاظ موجود ہیں جن کا معنیٰ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز تیرہ رکعات ہوتی تھی اور رات کی نماز سے مراد تہجد ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد تیرہ رکعات ہوتی تھی وتر بھی اس میں شامل ہوتے تھے۔

حدیث مبارکہ میں لفظ صلوۃالنبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل اس بات کی واضح دلیل ہے کہ امام صاحب تو نماز تہجد کی رکعات ثابت کررہے ہیں نہ کہ نماز تراویح کی۔ مناسب ہے کہ آپ کے سامنے امام صاحب رحمہ اللہ کا مسلک بھی نقل کردیا جائے تاکہ بات کھل کر سامنے آجائے۔ کتاب الآثار لابی یوسف میں روایت موجود ہے ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم ان الناس کانو ایصلون خمس ترویحات فی رمضان۔

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ حماد سے وہ ابراھیم سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک لوگ رمضان میں پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات پڑھاتے۔

فتاوی قاضی خان میں ہے: التراویح سنۃ مؤکدۃ للرجال والنساء توارثھا الخلف عن السلف من لدن تاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ یومنا و ھٰکذا رویٰ الحسن عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ انھا سنۃ لاینبغی ترکھا ....وقد واظب علیھا الخلفاء الراشدون رضی اللہ عنھم وقال علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃالخلفاء من بعدی۔

(فتاویٰ قاضی خان برھامش فتاویٰ عالمگیریہ ج1ص332)

www.ahnafmedia.com

ترجمہ: نماز تراویح مردوں اور عورتوں کے لیے سنت مؤکدہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک ہر دور کے اخلاف (بعد والوں) نے اپنے اسلاف (پہلے والوں) سے اس کو توارث سے پایا ہے اور اسی طرح حسن رحمہ اللہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بے شک تراویح سنت ہے اس کو چھوڑنا، نامناسب ہے، پھر لکھتے ہیں: مقدار التراويح عند اصحابنا والشافعي رحمه الله ماروى الحسن عن ابى حنيفة رحمه الله قال القيام فى شهر رمضان سنة لاينبغى تركها يصلى اهل كل مسجد فى مسجدهم كل ليلة سوى الوتر عشرين ركعة خمس ترويحات بعشر تسليمات يسلم فى كل ركعتين۔

(فتاویٰ قاضی خان ص234)

ترجمہ: تراویح کی مقدار ہمارے اصحاب وامام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک وہ ہے جو حسن رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کی ہے فرمایا قیام رمضان (تراویح) سنت ہے اس کو ترک کرنا، نامناسب ہے۔ ہر مسجد والے اپنی مسجد میں ہر رات وتروں کے علاوہ بیس رکعات تراویح پڑھیں۔ پانچ ترویحے۔ دس سلاموں کے ساتھ اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیں۔

بدایۃ المجتہد میں ہے: فاختار مالك فى احد قوليه وابو حنيفة والشافعي و احمد وداؤد رحمهم الله القيام بعشرين ركعة سوى الوتر ۔

(بدایۃ المجتہد ج1 ص210)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے دو قولوں میں سے ایک میں اور امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد اور داؤد ظاہری نے بیس رکعات تراویح کا قیام پسند کیا ہے، سوائے وتر کے۔

رحمۃ الامت میں ہے:

www.ahnafmedia.com

فالمسنون عند ابی حنیفة والشافعی و احمد رحمهم الله عشرون رکعةً۔
(رحمۃ الامت ص23)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور احمد رحمہم اللہ کے نزدیک مسنون تراویح بیس رکعات ہیں۔

محترم قارئین! فقہ حنفیہ کے تمام متون اور شروحات میں التراویح عشرون رکعات اور خمس ترویحات کی تصریح موجود ہے لیکن اتنی بڑی تصریحات کے باوجود معترضین کا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نام پر عوام الناس کو دھوکہ دینا اور ان کی طرف آٹھ رکعات تراویح کی جھوٹی نسبت کرنا نہایت تعجب خیز ہے اور حیران کن۔

2: امام ابن ہمام کا شاذ قول:

محترم قارئین مذکرہ بالا امام ابن ہمام کے قول کی حیثیت شاذ اور مرجوح ہے اور ان کا ذاتی تفرد ہے ہمارے علماء اہل السنت اس کی تصریح بارہا کر چکے ہیں کہ شاذ اور تفرادت کا کوئی اعتبار نہیں چنانچہ امام ابن ہمام رحمہ اللہ کے عظیم شاگرد علامہ قاسم بن قطلوبغا فرماتے ہیں: لاعبرة بابحاث شیخنا یعنی ابن الهمام التی خالفت المنقول یعنی فی المذهب۔

(شامی ج1 ص225)

ترجمہ: ہمارے شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ کی وہ بحثیں جن میں منقول فی المذہب مسائل کی مخالفت ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

باقی معترضین کا یہ کہنا کہ امام ابن ہمام آٹھ رکعات تراویح کے قائل ہیں یہ بات سراسر بددیانتی ہے ہے کیونکہ امام ابن ہمام آٹھ رکعات تراویح کے قائل نہیں بلکہ وہ بھی پوری امت کی طرح بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

www.ahnafmedia.com

ثم استقر الامر علی العشرین فانہ المتوارث۔

(فتح القدیر ج1ص407)

یعنی بالآخر تراویح کے مسئلہ نے بیس رکعات پر استقرار پکڑا پس عمل توارث کے ساتھ چلا آرہا ہے۔

امام ابن ہمام رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح کے ہی قائل ہیں البتہ ان کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کو مستحب سمجھنا اور تہجد وتراویح کی الگ الگ حدیثوں کو ایک دوسرے کا معارض سمجھنا شاذ، خلافِ اجماع ہے اور تفرد ہے۔

اہل السنت والجماعت کا اصول ہے: وان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق للاجماع

(در مختار ج1ص31)

یعنی قاضی کا حکم کرنا یا مفتی کا فتویٰ دینا مرجوح قول پر جہالت اور اجماع کی مخالفت ہے۔ یعنی باطل اور حرام ہے۔

3: <u>ابنِ نجیم حنفی کا مسلک:</u>

ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ کے بارے میں بھی معترضین ان کی ایک عبارت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ آٹھ رکعات تراویح کے قائل تھے حالانکہ امام ابن نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:قولہ عشرون رکعۃ،،بیان لکمیتھا وھو قول الجمھور لما فی المؤطا عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بثلاث وعشرین رکعۃ وعلیہ عمل الناس شرقاً وغرباً۔

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق ج2ص66)

<u>ترجمہ:</u> مصنف کا قول ہے کہ تراویح بیس رکعات ہے یہ نماز تراویح کے عدد کا بیان ہے کہ وہ بیس رکعات ہے اور یہی جمہور کا قول ہے اس لئے کہ مؤطا امام مالک رحمہ اللہ

www.ahnafmedia.com

میں یزید بن رومان رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ 23 رکعات پڑھتے تھے (بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر) مشرق اور مغرب میں لوگوں کا اسی پر عمل ہے۔

4: امام طحطاوی کا مسلک:

امام طحطاوی حنفی رحمہ اللہ آٹھ رکعات تراویح کے قائل نہیں بلکہ وہ بھی دوسرے علماء احناف کی طرح بیس کے قائل ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ بیس رکعات تراویح پر توارث کے ساتھ اجماع ہے۔

(طحطاوی ج1 ص468)

5: ملا علی قاری حنفی کا مسلک:

ملا علی قاری رحمہ اللہ کے نام سے جو عبارت پیش کی گئی وہ عبارت ملا علی قاری رحمہ اللہ کی نہیں بلکہ انہوں نے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ حنفی بذات خود بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

لکن اجمع الصحابۃ علی ان التراویح عشرون رکعۃً

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بیس رکعات تراویح پر اجماع ہے۔

(مرقاۃ ج3 ص194)

اسی طرح ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح نقایہ ص 104 میں بھی بیس رکعات تراویح پر اجماع نقل کیا ہے۔

6: امام سیوطی کا مسلک

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں، چنانچہ امام موصوف؛ علامہ سبکی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ومذہبنا ان التراویح عشرون رکعۃ لما روی البیہقی وغیرہ بالا سناد الصحیح عن

www.ahnafmedia.com

السائب بن یزید الصحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا نقوم علی عھد عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعشرین رکعۃ والوتر ۔

(الحاوی للفتاویٰ ج1 ص350)

اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ نماز تراویح بیس رکعات ہے اس لیے کہ بیہقی وغیرہ نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم لوگ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بیس رکعات تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔ پھر لکھا ہے: استقر العمل علی ھذا ۔ یعنی بالآخر بیس رکعات تراویح پر عمل پختہ ہوا یعنی خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیس رکعات پر اتفاق اور اجماع کیا ہے۔

اور پھر بعض لوگ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کو اپنا ہم خیال سمجھ کر ان کی یہ عبارت نقل کر دیتے ہیں: واما ما رواہ ابن ابی شیبۃ من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعۃً والوتر فاسنادہ ضعیف وقد عارضہ حدیث عائشۃ ھذا الذی فی الصحیحین مع کو نہا اعلم بحال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلا من غیرھا واللہ اعلم۔

(فتح الباری ج4ص319)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ مسئلہ تراویح میں امام شافعی رحمہ اللہ کے سچے پیروکار تھے اور شافعیہ کا بیس رکعات تراویح پر اتفاق چلا آرہا ہے ۔

امام موصوف؛ امام رافعی رحمہ اللہ کے واسطے سے نقل کرتے ہیں: انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی بالناس عشرین رکعۃ لیلتین فلما کان فی اللیلۃ الثالثۃ اجتمع الناس فلم یخرج الیھم ثم قال من الغد خشیت ان تفرض علیکم فلا تطیقو نہا

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں "متفق علی صحتہ" اس کی صحت پر تمام

www.ahnafmedia.com

محدثین کا اتفاق ہے۔

(تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافع الکبیر ج1ص540)

معلوم ہوا حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے نزدیک جس روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیس رکعات تراویح پڑھنا ثابت ہے اس کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے۔

7:علامہ عبدالحیٔ لکھنوی کا مسلک :

مولانا عبدالحیٔ رحمہ اللہ کے مجموعہ فتاویٰ سے سوال اور جواب ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: حنفیہ بست رکعت تراویح سوائے وتر میخوانند و در حدیث صحیح از عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وارد شدہ ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ پس سند بست رکعت چیست؟

جواب: روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا محمول بر نماز تہجد است کہ در رمضان و غیر رمضان یکساں بود و غالباً بعد یازدہ رکعت مع الوتر بر سند و دلیل بریں محل آنست کہ راوی ایں حدیث ابو سلمہ است در تتمہ ایں حدیث میگوید قالت عائشہ رضی اللہ عنہا فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنام قبل ان توتر قال یا عائشۃ ان عینی تنامان ولا ینام قلبی کذا رواہ البخاری و مسلم و نماز تراویح در عرف آں وقت قیام رمضان مے گفتند و حد صحاح ستہ بروایات صحیحہ مرفوعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعین عدد قیام رمضان مصرح نشدہ این قدر ہست کہ قالت عائشہ کان رسول اللہ یجتھد فی رمضان ما لا یجتھد فی غیرہ رواہ مسلم لیکن در مصنف ابن ابی شیبہ و سنن بیہقی بروایت ابن عباس وارد شدہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی فی رمضان جماعۃ بعشرین رکعۃ والوتر و رواہ البیھقی فی سننہ باسناد صحیح عن السائب بن یزید قال کانو ا یقومون فی عھد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی

www.ahnafmedia.com

شھر رمضان بعشرین رکعة۔

(مجموعہ فتاوی مولانا عبد الحئی لکھنوی رحمہ اللہ ص 59,58)

اس عبارت میں وضاحت کے ساتھ مولانا عبد الحئی لکھنوی رحمہ اللہ فرمارہے ہیں کہ بیس رکعات تراویح صحیح اسناد کے ساتھ ثابت ہے اور امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی روایت تہجد پر محمول ہے پھر بھی ان کے نام لے کر یہ کہنا کے وہ آٹھ رکعات تراویح کے قائل تھے بہر حال ہماری سمجھ سے دور ہے۔

مولانا موصوف اپنی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں: ان مجموع عشرین رکعة فی التراویح سنة مؤکدة لانه مما واظب علیه الخلفاء وان لم یواظب علیه النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم وقد سبق ان سنة الخلفاء ایضاً لازم الاتباع وتارکھا آثم وان کان اثمه دون اثم تارك السنة النبویة فمن اکتفٰی علی ثمان رکعات یکون مسیئاً لترکه سنة الخلفاء وان شِئت ترتیبه علی سبیل القیاس فقل عشرون رکعة فی التراویح مما واظب علیه الخلفاء الراشدون وکل ما واظب علیه الخلفاء سنة مؤکدة ثم تضمه مع ان کل سنة مؤکدة یاثم تارکھا فینتبع عشرون رکعة یاثم تارکھا ومقدمات ھذا القیاس قد اثبتنا ھا فی الاصول السابقه۔

(تحفۃ الاخیار فی احیاء سنۃ سید الابرار ص209)

ترجمہ: تراویح میں بیس رکعات سنت مؤکدہ ہیں اس لئے کہ اس پر خلفائے راشدین نے مداومت کی ہے اگرچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مداومت نہیں کی اور پہلے بتایا جاچکاہے کہ خلفاء راشدین کی سنت بھی واجب الاتباع ہے اور اس کا چھوڑنے والا گنہگار ہے اگرچہ اس کا گناہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ترک کرنے والے سے کم ہے لہٰذا جو شخص آٹھ رکعات پر اکتفاء کرے وہ برا کام کرنے والا ہے کیونکہ اس نے خلفا راشدین کی سنت ترک کردی اگر تم قیاس کے طریقے پر اس کی

www.ahnafmedia.com

ترتیب سمجھنا چاہو تو یوں کہو بیس رکعات تراویح پر خلفاء راشدین نے مواظبت کی اور جس پر خلفاء راشدین نے مواظبت کی ہو وہ سنت مؤکدہ ہے لہٰذا بیس رکعات تراویح بھی سنت مؤکدہ ہے پھر اس کے ساتھ یہ بھی ملاؤ کہ سنت مؤکدہ کا تارک گنہگار ہوتا ہے لہٰذا بیس رکعات کا تارک بھی گنہگار ہو گا۔ اس قیاس کے مقدمات ہم اصول سابقہ میں ثابت کر چکے ہیں۔

قارئین! مولانا عبد الحئ لکھنوی رحمہ اللہ تو فرماتے ہیں کہ آٹھ رکعات تراویح پڑھ کر باقی رکعتوں کو چھوڑنے والا گنہگار ہے کیونکہ بیس رکعات تراویح سنت مؤکدہ ہے۔

مولانا عبد الحئ لکھنوی رحمہ اللہ ہدایہ کے حاشیہ پر رقمطراز ہیں: فمودی ثمان رکعات یکون تارکا للسنۃ المؤکدہ۔

(حاشیہ ہدایہ ج1 ص131 مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

یعنی صرف آٹھ رکعات تراویح ادا کرنے والا سنت مؤکدہ کا تارک (گناہ گار) ہے کیونکہ سنت مؤکدہ کو ترک کرنا گناہ ہے۔

علاوہ ازیں مولانا عبد الحئ لکھنوی رحمہ اللہ نے مؤطا امام محمد کے حاشیہ پر لکھا: بیس رکعات تراویح پر اجماع ہے اور نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے۔

8: علامہ انور شاہ کشمیری کا مسلک:

امام العصر خاتم المحدثین علامہ انور شاہ کشمیری خود بیس تراویح کے قائل ہیں اور آٹھ رکعات پڑھنے والے کو سواد اعظم (اہل السنت والجماعت) سے خارج سمجھتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں: واما من اکتفیٰ بالرکعات الثمانیہ وشذ عن السواد الاعظم وحبل یرمیھم بالبدعۃ فلیر عاقبۃ۔

(فیض الباری شرح صحیح بخاری ج3 ص181)

www.ahnafmedia.com

یعنی جو شخص آٹھ رکعات پر اکتفا کر کے سواد اعظم سے کٹ گیا اور سواد اعظم کو بدعتی کہتا ہے وہ اپنا انجام سوچ لے۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں: لم یقل احد من الائمۃ الاربعۃ باقل من عشرین رکعۃ فی التراویح والیہ جمھور الصحابۃ رضی اللہ عنھم ...وقال ابن ھمام ان ثمانیۃ رکعات سنۃ مؤکدۃ وثنتی عشر رکعۃً مستحبۃ وماقال بھذا احد اقول ان سنۃ الخلفاء الراشدین ایضاً یکون سنۃ الشریعۃ لما فی الاصول ان السنۃ سنۃ الخلفاء وسنۃ علیہ السلام وقد صح فی الحدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین فیکون فعل الفاروق الاعظم ایضا سنۃً...ففی التاتارخانیۃ سئل ابو یوسف ابا حنفیۃ رحمہ اللہ ان اعلان عمر بعشرین رکعۃً ھل کان لہ عھد منہ علیہ السلام قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ ما کان عمر مبتدعا ای لعلہ یکون لہ عھد فدل علی ان عشرین رکعۃً لا بدلہ من ان یکون لھا اصل منہ علیہ السلام ...واستقر الامر علی عشرین رکعۃً۔

(العرف الشذی علی ھامش الترمذی ج1 ص99،100)

ترجمہ: ائمہ اربعہ میں سے کسی نے نہیں کہا کہ نماز تراویح بیس رکعات سے کم ہے اور اسی طرف جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم گئے ہیں اور ابن ہمام رحمہ اللہ نے جو کہا ہے کہ آٹھ رکعات سنت مؤکدہ ہے اور بارہ رکعات مستحب ہے اور یہ بات کسی اور نے نہیں کہی (یعنی ابن ہمام رحمہ اللہ کا تفرد ہے)

میں کہتا ہوں کہ خلفاء راشدین کی سنت بھی شریعت کی سنت ہے کیونکہ اصول میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور خلفاء راشدین کی سنت، سنت ہے اور یہ بات صحیح حدیث میں ہے کہ تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین مھدیین کی سنت لازم ہے، فاروق اعظم کا عمل بھی سنت ہے۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے امام ابو

www.ahnafmedia.com

یوسف رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو بیس رکعات تراویح کا اعلان کیا ہے کیا انہوں نے اس کا علم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پایا ہے؟ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (معاذ اللہ) مبتدع نہیں تھے یعنی شاید ان کے پاس اس کا علم تھا یہ بات دلالت کرتی ہے کہ لامحالہ بیس رکعات تراویح کی اصل خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور تراویح کا استقرار بیس رکعات پر ہے۔

9: مولانا اشفاق الرحمن کاندھلوی کا مسلک:

مولانا موصوف بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: والظاھر عندی مارجحہ ابن عبدالبر لان جل المروایات نص فی انھا کانت عشرین رکعۃ۔

(کشف الغطاء حاشیہ مؤطا امام مالک ص98)

میرے نزدیک بھی بات وہی ہے جس کو ابن عبد البر نے ترجیح دی ہے بیس رکعات تراویح کیونکہ بڑی بڑی روایات اس بارے میں واضح ہیں کہ نماز تراویح بیس رکعات ہے۔

مندرجہ بالا دلائل سے یہ معلوم ہوا کہ علمائے اہل السنت والجماعت بالخصوص علمائے احناف کو آٹھ رکعات تراویح کا قائل ماننا سراسر ناانصافی ہے۔ تمام علمائے احناف کثر اللہ سوادھم امت مرحومہ کے اجماعیت کو تسلیم کرتے ہوئے 20 رکعات تراویح ہی ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انہیں کے نقش قدم پر چلائے۔

توفنا مسلما والحقنا بالصالحین ۔ آمین یارب العالمین

www.ahnafmedia.com

عورت جائے اعتکاف

مولانا محمد ارشد سجاد حفظہ اللہ

حدیث مبارک میں آتا ہے کہ اس امت کے لیے سب سے بڑی آزمائش عورت ہے۔
انگریز نے نعرہ لگایا کہ دنیوی معاملات میں مرد و عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں۔یہی وجہ ہے کہ انگریز نے دفتروں میں اور سڑکوں پر مرد و زن کو اکٹھا کر دیا۔
غیر مقلدین نے اپنے لیے اہل حدیث کا لقب چونکہ انگریز سے آلاٹ کرایا ہے۔
تاریخ اہل حدیث: ص125
اس لیے غیر مقلدین نے بھی انگریزی اثر کی وجہ سے دینی معاملات میں مرد و عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا اور مرد و عورت کو مساجد، عید گاہوں اور اعتکاف میں اکٹھا کر دیا۔انگریز نے دنیاوی لبادہ اوڑھ کر مرد و عورت میں تفریق کو ختم کیا اور غیر مقلدین نے دینی لبادہ اوڑھ کر مرد و عورت کے درمیان تفریق کو ختم کر دیا۔
حالانکہ مرد و عورت کے طریقہ عبادت میں فرق کا ہونا عقل و نقل دونوں کا تقاضا ہے۔

عبادات دو طرح کی ہیں: 1: بدنیہ، 2: مالیہ

مرد و عورت کے چونکہ مال میں فرق نہیں یعنی نصاب زکوۃ، شرائط زکوۃ وغیرہ میں، اس لیے عبادات مالیہ میں بھی فرق نہیں ہے۔اس کے بر خلاف جب مرد و عورت کے جسم کی ساخت میں فرق ہے تو لا محالہ ان کی عبادات بدنیہ میں بھی فرق ہو گا۔

چند مثالیں:

1: مرد رمضان کے پورے روزے رکھتا ہے جب کہ عورت مخصوص ایام میں روزے نہیں رکھتی۔

www.ahnafmedia.com

2: وجوب حج نصاب تو ایک ہے لیکن مرد اکیلا جاسکتا ہے جب کہ عورت کے لیے محرم کاہونا بھی شرط ہے۔

3: احرام کے کپڑوں میں فرق ہے۔

4: مرد تلبیہ اونچی آواز سے کہتا ہے جب کہ عورت آہستہ آواز سے کہتی ہے۔

5: طواف کے دوران مرد رمل یعنی اکڑ کر چلتا ہے جب کہ عورت میانہ رفتار سے چلتی ہے۔

6: مرد احرام کی چادر بازو کے نیچے سے نکالتا ہے جب کہ عورت کے لیے اس طرح کرنا جائز نہیں۔

7: دوران سعی مرد کو دوڑنا چاہیے جب کہ عورت کو نہیں دوڑنا چاہیے۔

8: مرد کے لیے حلق[سر منڈانا]افضل ہے جب کہ عورت کے لیے حلق جائز نہیں ہے۔

9: مرد وعورت کی شرعی حدود میں فرق ہے۔

10: مرد عورت کے کفن ودفن میں فرق ہے۔

یہ فروق بدن کی ساخت اور پردے کی وجہ سے ہیں۔اعتکاف بھی چونکہ بدنی عبادت ہے اس لیے اس میں بھی فرق ہونا چاہی اور یہ فرق قرآن وحدیث اور عمل متوارث سے ثابت ہے۔اس لیے فقہاء نے مسئلہ لکھا ہے کہ مرد کے لیے اپنے محلے کی مسجد میں اعتکاف کرنا اور عورت کے لیے اپنے گھر کی مخصوص جگہ میں اعتکاف کرنا افضل ہے۔ (الہدایہ:ج1ص209)

قرآن کریم:اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ،

سورۃ البقرہ:187

www.ahnafmedia.com

ترجمہ: اور تم مسجدوں میں اعتکاف کیا کرو۔

اس آیت کی تفسیر میں امام ابو بکر الجصاص م370ھ فرماتے ہیں:

وأما شرط اللبث فی المسجد فإنه للرجال خاصة دون النساء۔

احکام القرآن للجصاص :ج1ص333

ترجمہ: مسجد میں ٹھہرنے کی شرط (اعتکاف کے لیے) صرف مردوں کے لیے نہ کہ عورتوں کے لیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ أَنْ يَعْتَكِفَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ فَأَذِنَ لَهَا وَسَأَلَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَسْتَأْذِنَ لَهَا فَفَعَلَتْ فَلَمَّا رَأَتْ ذَلِكَ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ أَمَرَتْ بِبِنَاءٍ فَبُنِيَ لَهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى انْصَرَفَ إِلَى بِنَائِهِ فَبَصُرَ بِالْأَبْنِيَةِ فَقَالَ مَا هَذَا قَالُوا بِنَاءُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آلْبِرَّ أَرَدْنَ بِهَذَا مَا أَنَا بِمُعْتَكِفٍ فَرَجَعَ فَلَمَّا أَفْطَرَ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ۔

صحیح البخاری: ج1ص274 باب من أراد أن یعتکف ثم بدا لہ أن یخرج

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کروں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی (کہ وہ بھی اعتکاف کریں گی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا مجھے بھی اجازت دلا دو، انہوں نے اجازت دلا دی۔ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو انہوں نے بھی (خدام کو خیمہ لگانے کا) حکم دے دیا۔ چنانچہ ان کا بھی خیمہ لگا دیا گیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر اپنے خیمے کی طرف تشریف

www.ahnafmedia.com

لے گئے تو بہت سارے خیموں کو دیکھ کر فرمانے لگے: یہ خیمے کیسے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضرت عائشہ، حضرت حفصہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہن نے لگائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا انہوں نے اس سے نیکی کا ارادہ کیا ہے؟ اب میں اعتکاف نہیں کرتا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف سے باہر تشریف لے گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر گزار چکے تو شوال کے مہینے میں دس دن اعتکاف کیا۔

قارئین کرام! اس حدیث مبارک سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو مسجد میں اعتکاف نہیں کرنا چاہیے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے خیمے لگ جانے کے بعد اکھاڑنے کا حکم نہ دیتے۔

لہذا تمام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ اپنی مستورات کو گھروں میں ہی اعتکاف کروائیں کیونکہ دنیا کے مال میں ڈکیتی پڑ جانے سے دنیا برباد ہوتی ہے اور اگر دینی معاملات میں ڈکیتی پڑ جائے تو اس سے آخرت برباد ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو قرآن وسنت اور سلف صالحین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

www.ahnafmedia.com

عظمت والی رات

مولانا محمد عاطف معاویہ حفظہ اللہ

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اعمار امتی ما بین ستین الیٰ سبعین و اقلھم من یجوز ذلک،

(ترمذی رقم 3550)

میری امت کے اکثر افراد کی عمر ساٹھ سے ستر سال کے درمیان ہو گی بہت کم ایسے ہوں گے جن کی عمر اس سے زیادہ ہو گی۔ جب عمر کم ہو گی تو، عبادت بھی بنسبت پہلی امتوں کے کم ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر احسان فرمایا کہ کم عمر میں اس امت کو کچھ ایسے اوقات، کچھ ایسی عبادات عطا فرمائیں جن کا اجر و ثواب گذشتہ امتوں کی ساری عمر کی عبادت سے بھی زیادہ ہے۔ ان اوقات میں سے رمضان المبارک کی ایک رات لیلۃ القدر بھی ہے جس میں عبادت کا ثواب کئی سالوں کی عبادت سے بھی زیادہ ہے۔

قرآن کریم میں اس رات کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لیلۃ القدر خیر من الف شھر (اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بھی افضل ہے۔

فائدہ: ہزار مہینہ سے بہتر، یہ عرب کا محاورہ ہے یہاں لغوی معنیٰ مراد نہیں اہل عرب جب کسی چیز کی کثرت کو ذکر کرتے تو ہزار کا لفظ بولتے کہ فلاں شخص ہزاروں کا مالک ہے یعنی اس کے پاس دولت بہت زیادہ ہے اور یہ بات مسلمہ ہے کہ جب کوئی لفظ بطور محاورہ اور عرف عام کے استعمال ہو تو وہاں لغوی معنیٰ مراد نہیں لیا جاتا اگر یہ بات ذہن میں ہو اور بندہ اس کو سمجھتا ہو تو کبھی مسائل شرعیہ پر اعتراض کا موقع ہی نہیں آتا اس کی مثال حدیث مبارکہ میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج

www.ahnafmedia.com

مطہرات کو فرمایا میرے بعد تم میں سے سب سے پہلے اس کا انتقال ہوگا جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہوں گے: اطولکن یداً

(شرح مشکل الآثار ج1ص202)

اب ہاتھ لمبے ہونے کا ایک لغوی معنیٰ ہے اور ایک عرفی، لغوی معنیٰ یہ کہ جس کے ہاتھ ظاہری طور پر بڑے ہوں گے سب سے پہلے اس کا انتقال ہوگا چنانچہ ازواج مطہرات نے ظاہری معنیٰ سمجھتے ہوئے آپس میں ہاتھوں کی پیمائش شروع کردی کہ دیکھیں کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں ظاہری طور پر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ لمبے تھے لیکن سب سے پہلے انتقال حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ہوا "اطولکن یداً "کا عرفی معنیٰ اہل عرب جب کسی کی کثرت سخاوت کو ذکر کرتے تو کہتے کہ فلاں کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں۔ جب عرفی معنیٰ کو دیکھا گیا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا میں سخاوت کا مادہ بہت زیادہ تھا تو "اطولکن یداً "کا لغوی معنیٰ اور ہے اور عرفی معنیٰ اور ہے جب کوئی لفظ بطور محاورہ اور عرف کے استعمال ہو تو وہاں اس کے لغوی معنیٰ کو لے کر اعتراض کرنا انسان کی حماقت کی دلیل ہے۔

لیلۃ القدر اور احادیث مبارکہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس رات کی فضیلت بیان فرمائی ہے یہاں ہم صرف ایک حدیث نقل کرتے ہیں مکمل روایات کا احاطہ مقصود نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ

(صحیح بخاری ج1ص270باب فضل لیلۃ القدر)

جس شخص نے ایمان کی حالت میں خلوص نیت سے لیلۃ القدر میں عبادت کی تو اللہ

www.ahnafmedia.com

تعالیٰ اس کے گذشتہ گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں۔

اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو گی کہ صرف ایک رات کی عبادت سے آدمی کے سارے گناہ معاف ہو جائیں۔ لیکن اس فضیلت کے حصول کے لیے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے 2 شرطیں ذکر کی ہیں:

1: عبادت کرنے والا مومن ہو یعنی عقیدہ صحیح ہو، اگر عقیدہ ہی غلط ہو تو ایک لیلۃ القدر نہیں ہزار لیلۃ القدر بھی عبادت کرتا رہے تو وہ محروم ہی رہے گا۔ کیونکہ عقیدہ اصل اور بنیاد ہے۔ اگر بنیاد ہی درست نہ ہو تو عبادت والی عمارت کیسے کھڑی ہو گی یعنی عقائد اسلام کی بنیاد ہیں اگر ایک عقیدہ بھی غلط ہو گیا تو گمراہی مقدر بنے گی۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ اس رات کی برکت حاصل کرنے کے لیے عقائد اہل السنۃ والجماعۃ کو اپنائیں اور لوگوں میں بھی ان عقائد کی محنت کریں۔

2: عبادت کرنے والے کی نیت درست ہو، اگر نیت میں ریا، دکھلاوا آگیا تو رات بھر جاگنا اور عبادت کرنا کسی کام کا نہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں اور اس طرح کی احادیث میں جو عبادت پر گناہوں کی معافی کا تذکرہ ہے اس سے مراد صغیرہ گناہ ہیں باقی کبیرہ گناہ کی معافی کے لیے توبہ اور حقوق العباد والے گناہوں کی معافی کے لیے ان حقوق کی ادائیگی یا پھر صاحب حق سے معافی ضروری ہے صرف عبادت سے وہ کبھی معاف نہ ہوں گے۔

لیلۃ القدر کون سی رات ہے؟

عن عائشة رضی الله عنها ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال تحروا لیلة القدر فی الوتر من العشر الاواخر من رمضان۔

(صحیح بخاری ج1ص270باب تحری لیلة القدر فی الوترمن العشر الاواخر فیه)

www.ahnafmedia.com

ترجمہ: لیلۃ القدر کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔یعنی،29
25،23،21 ،27، کی راتوں میں تلاش کرو۔اسی طرح کی ایک حدیث مسند احمد
(ج16ص399 رقم 22612)میں بھی ہے جس میں حضرت عبادہ نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے متعلق سوال کیا کہ وہ کونسی رات ہے؟تو آپ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

اس رات کی مخصوص دعا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے یوں دعامانگنا:

اللھم انك عفو تحب العفو فاعف عنی

(سنن ابن ماجہ ص274باب الدعاء بالعفو والعافیۃ)

ترجمہ: اے پروردگار آپ بہت معاف فرمانے والے ہیں اور معاف کرنے کو پسند
بھی فرماتے ہیں مولائے کریم مجھے معاف فرمادیں۔

عظمت والی رات میں ارتکاب منکرات:

بدقسمتی کہ اتنی برکتوں والی رات میں بھی امت کے بہت سارے افراد
اعتدال کادامن چھوڑ کرافراط و تفریط کرکے بجائے مغفرت کے عتاب کے مستحق بنتے
ہیں۔1:پٹاخے بجانا،2:مساجد پر چراغاں کرنا،3:اہتمام کے ساتھ اعلانات کرکے
مساجد میں باجماعت صلٰوۃ التسبیح ادا کرنا وغیرہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب
مسلمانوں کو اس عظیم رات میں اپنی عبادت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور اس رات
کو ہماری بخشش کا ذریعہ بنائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم

www.ahnafmedia.com

عید کیا پیغام دیتی ہے؟

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

دنیا کی ہر قوم اپنا ایک تہوار رکھتی ہے۔ان تہواروں میں اپنی خوشی کے ساتھ ساتھ اپنے جداگانہ تشخص کا اظہار بھی ہوتا ہے۔عیسائیوں کا کرسمس ڈے، ہندؤوں کی ہولی اور دیوالی اور پارسیوں کے ہاں نوروز اور مہرجان کی عیدیں ان کے تہوار کی نمائندہ ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی عید دیگر مذاہب و اقوام کے تہواروں سے بالکل مختلف حیثیت رکھتی ہے۔ وہاں عید کا دن نفسیات کی پابندی، عیش و عشرت کے اظہار اور فسق وفجور کے افعال میں گزرتا ہے، لیکن اہل اسلام کی عید صرف خوشی ہی نہیں بلکہ اللہ رب العزت کی عبادت، ذکر اور شکر میں گزرتی ہے۔یعنی یومِ عید خوشی و شادمانی کے ساتھ ساتھ عبادت کا دن بھی ہے۔

اہل اسلام کی عید اپنے اندر اطاعتِ خداوندی، اظہار شادمانی، اجتماعیت، تعاون و تراحم کے احساسات، مال و دولت کی حرص سے اجتناب جیسے جذبات رکھتی ہے۔اس دن جو امور مشروع کیے گئے ہیں ان سے یہی ظاہر ہوتا ہے انسان غمی و مصیبت میں تو خدا کو یاد کرتا ہی ہے لیکن مسلمان اپنی خوشی کے لمحات میں بھی یادالٰہی سے غافل نہیں رہتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن نماز عید سے قبل طاق عدد کھجوریں کھا کر عید گاہ تشریف لے جاتے تھے۔

صحیح البخاری حدیث نمبر 953

اس لیے عید گاہ جانے سے قبل کوئی میٹھی چیز کھا کر جانا مسنون ہے۔ گویا اس دن کمالِ اطاعت کا درس دیا جارہاہے کہ عید سے پہلے رمضانِ مقدس کے مہینے میں روزہ دارکانہ

www.ahnafmedia.com

کھانا بھی شریعت کے حکم کی تعمیل تھی اور آج کے دن نماز سے قبل کچھ کھا کر جانا، یہ بھی سنتِ نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ و السلام کی تعمیل ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ اطاعت شعاری کیا ہو سکتی ہے؟ اس میں ایک پیغام یہ بھی ہے کہ مؤمن کا ہر عمل اللہ رب العزت کے احکامات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہونا چاہیے۔

تقدیر کے پابند ہیں نباتات و جمادات
مؤمن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

اہل نصاب کو عید گاہ جانے سے قبل صدقۂ فطر کی ادائیگی کی ترغیب دی گئی ہے۔
صحیح البخاری حدیث نمبر 1503

گویا یہ پیغام دیا جارہا ہے کہ عید کی خوشیوں میں اپنے فقراء و مساکین بھائیوں سے غافل نہ رہو، بلکہ تعاون اور تراحم کے جذبات لے کر انھیں بھی اپنی خوشیوں میں شامل کرو۔ یوں باہمی تعلقات کے جذبات پیدا ہو کر معاشرہ میں جو امیر و غریب کے درمیان بُعد ہے وہ ختم ہو گا۔ صدقہ فطر کی مشروعیت میں ایک اہم امر یہ بھی کارفرما ہے کی انسان کو مال کی حرص و ہوس سے بچنا چاہیے اور یہ ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے کہ دولت خدا تعالیٰ کا عطیہ ہے، میری اپنی کاوش و کوشش کا کمال نہیں۔ جہاں باری تعالیٰ چاہیں گے وہیں خرچ کروں گا۔

عید کے دن صاف ستھرے کپڑے پہننے میں اللہ تعالی کی نعمت کا اظہار ہوتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ بندے پر اس کی نعمت کا اثر نظر آئے۔

جامع الترمذی، حدیث نمبر 2819

بندہ صاف ستھرا یا نیا لباس پہن کر اس نعمتِ مال کا اظہار کرتا ہے۔ یہاں یہ

www.ahnafmedia.com

بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ حقیقی عید محض زیبائش و آرائش اور فاخرانہ لباس پہننے کا نام نہیں بلکہ عذاب آخرت سے بچ جانا ہی حقیقی عید ہے۔

عید کے دن عید نماز کی ادائیگی کے لیے عید گاہ کی طرف جانااور تمام مسلمانوں کا ایک امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنا اسلام کی شان و شوکت کا اظہار ہے، امتِ مسلمہ عملاً یہ ثابت کر رہی ہوتی ہے کہ مسلمانوں میں امیر غریب، محتاج و غنی، گوراکالا تمام برابر ہیں۔ کسی کو دوسرے پر مال و عہدہ کی وجہ سے برتری نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب مساوی ہیں۔

نیز اس اجتماع میں آخرت کے دن کی یاد بھی ہوتی ہے۔ جب تمام انسان اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے، جہاں ہر قوم و قبیلہ کے لوگ جمع ہوں گے۔ تو یہ اجتماع جہاں خوشیوں کی ساعات مہیا کرتا ہے وہاں یادِ آخرت سے بھی غافل نہیں ہونے دیتا۔

نماز عید کی ادائیگی دراصل روزہ کی ادائیگی پر شکرانہ ہے۔ مسلمانوں نے رمضان مقدس میں روزہ رکھا، تراویح و نوافل ادا کیے۔ غیبت، چغلی، جھوٹ، بدکاری اور فحاشی جیسی برائیوں سے بچتے رہے۔ اعمال صالحہ کی برکات سے ان کی زندگی میں تبدیلی آئی کہ وہ گناہوں کو چھوڑ کر تقوی و پرہیز گاری کی زندگی بسر کرنے لگے۔ اب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ نیکیوں کی توفیق دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ نیز

لَإِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ

سورۃ ابراہیم:7

کے فرمانِ قرآنی کے تحت اس دن نیکی کی توفیق پر جتنا شکر ادا کریں گے اتنی ہی توفیق زیادہ ملتی ہے۔

یہاں ایک بات کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے کہ "عید کی تیاری" کے

www.ahnafmedia.com

عنوان سے ہمارے معاشرے میں فضول خرچی اور اسراف کا جو رواج چل نکلا ہے شریعت اس سے منع کرتی ہے۔ اتنی بات تو ثابت ہے کہ جو عمدہ لباس میسر ہو پہنا جائے لیکن اگر کسی کی مالی حالت کمزور ہو تو خواہ مخواہ قرض اٹھا کر وقتی زیب و زینت کا سامان کرنا کسی طرح درست نہیں۔ عید سے دس بارہ دن قبل ہی زرق برق کے لباس، مرغن کھانوں اور گھروں کی آرائش پر جو روپیہ پیسہ بے جا اڑایا جاتا ہے شریعت کی نظر میں یہ فضول خرچی ہے۔ قرآن مقدس میں فضول خرچی کرنے والون کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے۔ ارشاد گرامی ہے: إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ

سورۃ الاسراء:27

نیز رمضان المقدس کا آخری عشرہ جسے ”جہنم سے آزادی کا عشرہ“ کہا گیا ہے، کی ساری عبادات و ریاضات ”عید کی تیاری“ کی نظر ہو جاتی ہیں۔ جو راتیں گوشۂ تنہائی میں باری تعالیٰ سے عرض و مناجات میں گزرنی چاہییں وہ بازاروں میں گھومنے میں گزرتی ہیں۔

رمضان المقدس کی آخری راتیں آخرت کمانے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ حدیث مبارک میں مروی ہے:

وَيَغْفِرُ لَهُمْ فِيْ آخِرِ لَيْلَةٍ

مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر 7904

کہ اللہ تعالی آخری رات روزہ داروں کی مغفرت فرماتے ہیں۔

انہی راتوں میں لیلۃ القدر بھی ہوتی ہے۔ لہذا ان مبارک ساعات کو فضول کاموں کی وجہ سے ضائع نہ کیا جائے بلکہ پورے اہتمام اور توجہ کے ساتھ عبادت میں مشغول رہا جائے اور عید کی حقیقی مسرتوں کو حاصل کرنے کے لیے شریعت مطہرہ کے بتائے گئے فرامین پر عمل کیا جائے۔

www.ahnafmedia.com

تکبیراتِ عیدین

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے جو چھ زائد تکبیروں کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد قرأت سے پہلے تین زائد تکبیریں کہی جاتی ہیں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تین زائد تکبیریں کہہ کر رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جاتے ہیں۔ پہلی رکعت میں تین زائد تکبیرات چونکہ تکبیرِ تحریمہ کہہ کر ثناء کے متصل بعد کہی جاتی ہیں اور دوسری رکعت میں یہ تکبیرات کہہ کر متصل رکوع کی تکبیر کہی جاتی ہے، اس لیے اس اتصال کی وجہ سے پہلی رکعت میں تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ مل کر یہ تکبیرات چار ہوتی ہیں اور دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر سے مل کر چار۔ گویا ہر رکعت میں چار تکبیرات شمار ہوں گی۔ بعض روایات میں پہلی رکعت میں تکبیرِ تحریمہ، تین زائد تکبیرات اور رکوع کی تکبیر کو ملا کر پانچ اور دوسری رکعت میں تین زائد تکبیرات اور رکوع کی تکبیر کو ملا کر چار بتایا گیا ہے اور مجموعی طور پر نو تکبیرات شمار کی گئی ہیں۔ دونوں صورتوں میں زائد تکبیرات چھ ہی بنتی ہیں۔

1: عَنِ الْقَاسِمِ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بَعْضُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ عِیْدٍ فَکَبَّرَ اَرْبَعًا وَاَرْبَعًا ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْھِہٖ حِیْنَ انْصَرَفَ فَقَالَ لَاتَنْسَوْا کَتَکْبِیْرِ الْجَنَائِزِ وَاَشَارَ بِاَصَابِعِہٖ وَقَبَضَ اِبْھَامَہٗ۔

(شرح معانی الآثار ج2 ص 371 باب صلوۃ العیدین کیف التکبیرفیھا؟)

ترجمہ: ابو عبد الرحمن قاسم فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی تو چار چار

www.ahnafmedia.com

تکبیریں کہیں جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: بھول نہ جانا عید کی تکبیریں جنازہ کی طرح (چار) ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کی انگلیوں کا اشارہ فرمایا اور انگوٹھا بند کر لیا۔

2: عَنْ مَكْحُوْلٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ عَائِشَةَ جَلِيْسٌ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ: اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاص رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَأَلَ اَبَامُوْسٰى الْاَشْعَرِيَّ وَحُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا تَكْبِيْرَةً عَلَى الْجَنَائِزِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَدَقَ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى كَذٰلِكَ كُنْتُ اُكَبِّرُ فِي الْبَصْرَةِ حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ۔

(سنن ابی داؤد ج1 ص170باب التکبیر فی العیدین ،السنن الکبریٰ للبیہقی ج3ص 289)

ترجمہ: حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو ہریرہ کے ہمنشین ابو عائشہ نے بتایا کہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا چار تکبیریں کہتے تھے، جیسا کہ آپ جنازہ میں کہتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ (حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ) سچ کہتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب میں بصرہ کا گورنر تھا تو وہاں بھی اسی طرح تکبیریں کہا کرتا تھا۔

3: عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَا كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَالِسًا وَعِنْدَهُ حُذَيْفَةُ وَاَبُوْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَسَأَلَهُمْ سَعِيْدُ بْنُ الْعَاص رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ التَّكْبِيْرِ فِي الصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى فَجَعَلَ هٰذَا يَقُوْلُ: سَلْ هٰذَا وَ هٰذَا يَقُوْلُ: سَلْ هٰذَا حَتّٰى قَالَ لَهٗ حُذَيْفَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَلْ هٰذَا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ

www.ahnafmedia.com

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَسَأَلَہُ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُکَبِّرُ اَرْبَعًا ثُمَّ یَقْرَأُ ثُمَّ یُکَبِّرُ فَیَرْکَعُ ثُمَّ یُکَبِّرُ فِی الثَّانِیَۃِ فَیَقْرَأُ ثُمَّ یُکَبِّرُ اَرْبَعًا بَعْدَ الْقِرَائَۃِ۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ج4 ص 593 رقم 9402،مصنف عبدالرزاق ج3ص167،رقم 5704)

ترجمہ: علقمہ اور اسود بن یزید کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، ان کے پاس حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو ان سے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی تکبیروں کے متعلق سوال کیا۔ حضرت حذیفہ نے کہا: ان (حضرت ابو موسیٰ) سے پوچھو، اور حضرت ابو موسیٰ نے کہا: ان (حضرت حذیفہ) سے پوچھو، پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ مسئلہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھو۔ چنانچہ انہوں نے پوچھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نمازی چار تکبیریں (ایک تکبیر تحریمہ اور تین تکبیرات زائدہ) کہے، پھر قراءت کرے، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرے دوسری رکعت میں تکبیر کہے، پھر قراءت کرے، پھر قرأت کے بعد چار تکبیریں کہے۔ (تین تکبیرات زائدہ اور ایک تکبیر رکوع کے لیے)

4: عَنْ کُرْدُوْسٍ قَالَ: اَرْسَلَ الْوَلِیْدُ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَ حُذَیْفَۃَ وَ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ وَ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ بَعْدَ الْعَتَمَۃِ فَقَالَ: اِنَّ ھٰذَا عِیْدُ الْمُسْلِمِیْنَ، فَکَیْفَ الصَّلٰوۃُ؟ فَقَالُوْا: سَلْ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَسَاَلَہُ فَقَالَ: یَقُوْمُ فَیُکَبِّرُ اَرْبَعًا ثُمَّ یَقْرَءُ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَ سُوْرَۃٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ ثُمَّ یُکَبِّرُ وَ یَرْکَعُ فَتِلْکَ خَمْسٌ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَقْرَءُ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَسُوْرَۃٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ ثُمَّ یُکَبِّرُ اَرْبَعًا یَرْکَعُ فِیْ آخِرِھِنَّ فَتِلْکَ تِسْعٌ فِی الْعِیْدَیْنِ فَمَا اَنْکَرَہٗ وَاحِدٌ مِّنْھُمْ۔

(المعجم الکبیر للطبرانی: ج4 ص393,392 رقم الحدیث9400)

ترجمہ: حضرت کردوس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت ابو مسعود اور حضرت ابو موسیٰ

www.ahnafmedia.com

اشعری رضی اللہ عنہم کے پاس تہائی رات گزرنے کے بعد پیغام بھیجا کہ یہ مسلمانوں کی عید کا دن ہے، اس میں نماز کا کیا طریقہ ہے؟ ان سب نے کہا: ابو عبد الرحمن یعنی عبد اللہ بن مسعود سے پوچھو۔ چنانچہ قاصد نے ان سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: کھڑے ہو کر چار تکبیریں (ایک تکبیر تحریمہ اور تین تکبیرات زائدہ) کہے۔ پھر سورۃ الفاتحہ اور مفصل سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھے، پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے، یہ پانچ تکبیریں ہوئیں۔ پھر (دوسری رکعت میں) کھڑے ہو کر سورت فاتحہ اور مفصل سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھے، پھر چار تکبیریں کہے جن میں سے آخری تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے، عید الفطر اور عید الاضحی میں یہ نو تکبیریں بنتی ہیں۔ ان سب حضرات میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔ [جو کہ ان حضرات کی طرف سے زبردست تائید ہے کہ یہی طریقہ صحیح ہے]

:5 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تکبیراتِ جنازہ کے چار ہونے پر تمام صحابہ اور کا اتفاق ہوا۔ حدیث کے الفاظ ہیں: فَاجْمَعُوْا اَمْرَهُمْ عَلٰى اَنْ يَّجْعَلُوْا التَّكْبِيْرَ عَلَى الْجَنَائِزِ مِثْلَ التَّكْبِيْرِ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَات۔

(شرح معانی الآثار ج1ص319 باب التکبیر علی الجنائز کم ھو ؟)

ترجمہ: تو انہوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ نماز عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی چار تکبیروں کی طرح جنازہ کی بھی چار تکبیریں ہیں۔

:6 عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فِي الْاُوْلٰى خَمْسُ تَكْبِيْرَاتٍ بِتَكْبِيْرَةِ الرَّكْعَةِ وَبِتَكْبِيْرَةِ الْاِسْتِفْتَاحِ وَفِي الرَّكْعَةِ [الْاُخْرٰى] اَرْبَعَةٌ بِتَكْبِيْرَةِ الرَّكْعَةِ

(مصنف عبد الرزاق: ج3 ص166 رقم الحدیث 5702 باب التکبیر فی صلوۃ العید)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز عید کی پہلی رکعت میں رکوع اور تحریمہ کی تکبیر کو ملا کر پانچ تکبیریں ہوتی ہیں اور دوسری رکعت میں

www.ahnafmedia.com

رکوع والی تکبیر کو ملا کر چار تکبیریں بنتی ہیں[خلاصہ یہ کہ ہر رکعت میں زائد تکبیروں کی تعداد تین ہے]

7: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّہُ صَلّٰی خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا فِی الْعِیْدِ فَکَبَّرَ اَرْبَعًا ثُمَّ قَرَءَ ثُمَّ کَبَّرَ فَرَفَعَ ثُمَّ قَامَ فِی الثَّانِیَۃِ فَقَرَءَ ثُمَّ کَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ کَبَّرَ فَرَفَعَ۔

(سنن الطحاوی: ج2 ص372باب التکبیر علی الجنائز کم ھو ؟)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن الحارث رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے عید کی نماز پڑھی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے چار تکبیریں کہیں، پھر قراءت کی، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔ پھر جب آپ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے تو پہلے قراءت کی پھر تین تکبیریں کہیں، پھر (چوتھی) تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔

تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنے کا ثبوت

نماز عیدین میں تکبیرات کے ساتھ رفع یدین کیا جاتا ہے، دلائل ملاحظہ ہوں:

دلیل نمبر1:

عَنْ اِبْرَاھِیْمَ النَّخْعِیِّ اَنَّہُ قَالَ: تُرْفَعُ الْاَیْدِیْ فِیْ سَبْعِ مَوَاطِنَ؛فِی افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ وَ فِی التَّکْبِیْرِ لِلْقُنُوْتِ فِی الْوِتْرِ وَ فِی الْعِیْدَیْنِ وَ عِنْدِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ وَ عَلَی الصَّفَا وَ الْمَرْوَۃِ وَبِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ وَ عِنْدَ الْمَقَامَیْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَیْنِ۔

(سنن الطحاوی:ج1ص417 باب رفع الیدین عند رویۃ البیت)

ترجمہ: جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سات جگہوں میں رفع یدین کیا جاتا ہے۔(۱) نماز کے شروع میں(۲)نمازِ وتر میں قنوت کے وقت (۳)عیدین میں (۴) حجر اسود کو سلام کے وقت، (۵) صفا و مروہ پر،(۶) مزدلفہ

www.ahnafmedia.com

اور عرفات میں (۷) دو جمروں کے پاس ٹھہرتے وقت۔

دلیل نمبر 2: وَاتَّفَقُوْا عَلٰی رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِی التَّکْبِیْرَاتِ۔

(مرقاۃ المفاتیح لعلی القاری: ج 3ص495 باب صلاۃ العیدین رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ: ص63)

ترجمہ: فقہاء کرام کا عیدین کی تکبیرات کے رفع یدین پر اتفاق ہے۔

دلیل نمبر 3:

وَاَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّہٗ یُرْفَعُ الْاَیْدِیْ فِی تَکْبِیْرِ الْقُنُوْتِ وَ تَکْبِیْرَاتِ الْعِیْدَیْنِ

(بدائع الصنائع للکاسانی: ج1ص484 ، رفع الیدین فی الصلوۃ)

ترجمہ: فقہاء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ وتروں میں قنوت کی تکبیر اور عیدین کی تکبیرات کے وقت رفع یدین کیا جائے۔

فائدہ: پنجگانہ نمازوں میں رکوع کو جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنا ممنوع اور عیدین میں کیا جانے والا رفع یدین مشروع ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے:

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔ (طٰہٰ:14)

ترجمہ: اور میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔

تو نماز کا وہ عمل جو خود ذکر یا مقرون بالذکر (ذکر سے ملا ہوا) ہو تو اس آیت کی رو سے مطلوب ہو گا اور اگر وہ عمل خود ذکر یا مقرون بالذکر نہ ہو تو غیر مطلوب اور قابلِ ترک ہو گا۔ عیدین والے رفع یدین کے ساتھ ذکر یعنی اللہ اکبر ملا ہوتا ہے اس لیے یہ مطلوبِ شریعت ہے اور پنجگانہ نمازوں والے مذکورہ رفع یدین میں خالی حرکت ہوتی ہے ذکر نہیں ہوتا، اس لیے یہ غیر مطلوب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔

www.ahnafmedia.com

دورہ تحقیق المسائل دور حاضر کے علمی تقاضوں سے ہم آہنگ اپنی نوعیت کا منفرد دورہ

حافظ محمد ابو بکر شیخوپوری حفظہ اللہ

دینی مدارس میں شعبان، رمضان کی تعطیلات میں طلباء مختلف کورسز کر کے اپنی تعطیلات کو قیمتی بنانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ دورۂ تفسیر، دورۂ صرف و نحو، دورۂ اسلامی معلومات اور دیگر مختلف نوعیت کے کورسز میں طلباء مدارس کی ایک بہت بڑی تعداد شریک ہو جاتی ہے۔ اہل مدارس کی طرف سے ان کورسز کا انعقاد ایک خوش آئند پیش رفت ہے جو تعطیلات کے حوالے سے منتشر الذہن طلباء کے لیے علمی و عملی فوائد اور بہترین ثمرات و نتائج پر مشتمل ہے۔

انہیں دورہ جات اور کورسز کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی "دورہ تحقیق المسائل" ہے جس کا دورانیہ بارہ دن ہے۔ سرگودہا کی جنوبی جانب لاہور روڈ پر واقع گاؤں چک نمبر 87 میں عظیم ادارہ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ میں اس دورہ کا انعقاد ہوتا ہے۔ اس ادارہ کی وجہ شہرت دور حاضر کی عظیم مذہبی و علمی شخصیت متکلم اسلام حضرت الاستاذ حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کی ذات گرامی ہے جو اس ادارہ کے بانی و سرپرست ہونے کے ساتھ ساتھ "اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ" کے مرکزی ناظم اعلیٰ ہیں۔ مسلسل تین سالوں سے انعقاد پذیر ہونے والے اس کورس میں تین سو سے زائد طلباء شریک ہوتے ہیں۔ جن میں اکثریت ملک کے بڑے بڑے ادارے اور جامعات کے طلباء کی ہوتی ہے۔ دورہ تحقیق المسائل کے انعقاد کا بنیادی مقصد عقائد کی درستگی، مختلف فیہا مسائل میں اہل السنۃ والجماعۃ کا موقف قرآن وسنت کے دلائل کی

www.ahnafmedia.com

روشنی میں، دور حاضر میں جنم لینے والے نت نئے فتنوں سے آگاہی، ان کے جمہور امت کے مخالف اور قرآن وسنت سے متصادم عقائد کے رد، اکابرین علماء دیوبند پر کئے جانے والے اعتراضات کی حقیقت اور ان کے کافی وشافی جوابات کے ساتھ ساتھ اپنے علاقہ میں کام کرنے کے طریقہ کار سے آگاہی ہے۔ اس دورہ تحقیق المسائل کے حیران کن، مؤثر اور معنیٰ خیز نتائج سامنے آرہے ہیں۔ بارہ دن کی قلیل مدت میں مشق کی بھٹی سے گزرنے کے بعد طلباء اپنے اپنے علاقوں میں جاکر مسلکی حوالے سے کام کا آغاز کرتے ہیں تو چند دنوں میں پورے ماحول کی فضاء بدل جاتی ہے۔ "ھل من مبارز" کا نعرہ لگانے اور مسلکِ حق علماءِ دیوبند کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والوں کی زبانیں اس مختصر سا دورہ کرنے والوں کے سامنے گنگ ہو جاتی ہیں۔

دورہ تحقیق المسائل کا مقصد بقول حضرت الاستاذ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ طلباء کو مناظر بنانا نہیں، بلکہ مبلغ اور داعی بنانا ہے جو پورے ملک میں پھیل کر عوام الناس کے عقائد کی درستگی کا بیڑا اٹھائیں اور علامء حق علماء دیوبند کے مسلکِ حق اور مشرب صحیح کو عام کریں۔

دورہ تحقیق المسائل کی افادیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ دورہ کے آغاز سے اختتام تک روزانہ حضرت الاستاذ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کا علمی و تحقیقی سبق ہوتا ہے۔ حضرت الاستاذ اپنے روزمرہ کے تجربات، اسفار اور واقعات کی روشنی میں مسلکی کام کی ضرورت اور اس کے لیے نہایت موزوں اور مؤثر طریقے بیان فرماتے ہیں۔ حضرت الاستاذ جب کسی مسئلہ پر اپنے علم اور تحقیق کی بنیاد پر گفتگو کرتے ہیں تو غزالی و رومی، ابن تیمیہ و ابن حجر کے دور کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ علمی انداز سے مسئلہ سمجھانے کے بعد عوامی انداز میں اسے بیان کرنے کا طریقہ عام فہم مثالوں کے ذریعے

www.ahnafmedia.com

ذہن نشین کرواتے ہیں۔ آپ اپنے سبق میں اکثر اس بات پر بڑا زور دیتے ہیں کہ علمی مجمعوں میں دلائل سے بات کی جائے اور عوامی مجمعوں کو مثالوں کے ذریعہ مسئلہ سمجھایا جائے۔ دورہ تحقیق المسائل کی اہمیت اس حوالے سے اور زیادہ بڑھ گئی ہے کہ سرکاری تعلیمی اداروں اور مدارس کی تعطیلات چند ایام کے وقفے کے ساتھ اکٹھی ہو گئی ہیں اور دورہ کے انعقاد کے وقت مدارس کی چھٹیوں کے ساتھ ساتھ اسکول و کالج میں بھی چھٹیاں ہوئی ہیں جس کی وجہ سے میٹرک یا میٹرک سے زائد تعلیم کے حامل طلباء بھی اس دورہ میں شریک ہو کر بھرپور استفادہ کرسکتے ہیں۔ اس دورہ میں جہاں ملک بھر کے مدارس دینیہ کے مدرسین، فضلاء، طلبہ اور مساجد کے ائمہ نے شرکت کی وہاں مدارس کی طالبات بھی اس دورہ میں شریک ہوئیں۔ مختلف مدارس سے تعلق رکھنے والی طالبات دورہ کی سماعت کے لیے مرکز اصلاح النساء ۸۷ جنوبی میں جمع ہوئیں اور سپیکر کے ذریعے پورا دورہ سماعت کیا۔

27 جون کو دورہ تحقیق المسائل کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی جس میں مشائخ و بزرگ علماء کرام نے شرکت کی جن میں مولانا سعید احمد صاحب تبلیغی مرکز رائیونڈ، مولانا منیر احمد منور امیر اتحاد اہل السنت و الجماعت، ڈاکٹر عبد المقیم صاحب لاہور خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ، مولانا عبد الجبار صاحب چوکیروی اور دیگر حضرات شامل تھے۔ تقریب میں شرکاء دورہ کو اسناد بھی دی گئیں اور اختتامی دعا مولانا سعید احمد دہلوی صاحب نے کی۔

اس موقع پر شرکاء کورس نے اپنے اپنے علاقوں میں جا کر بھرپور طریقہ سے مسلکی حوالے سے کام کرنے کا عزم کا اظہار کیا اور اکابرین علماء دیوبند کے مسلک و مشرب پر کاربند رہتے ہوئے اس کی اشاعت کا وعدہ کیا۔

www.ahnafmedia.com

ملفوظات اوکاڑوی رحمہ اللہ

مولانا محمد علی ڈیروی حفظہ اللہ

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

زبیر علی زئی لکھتا ہے کہ صحیح بخاری، سنن نسائی، سنن ابی داؤد، صحیح ابن خزیمہ کی حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا حتیٰ کہ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔(نور القمرین ص56)

ان چاروں کتابوں میں سے کسی ایک میں بھی رفع یدین کی حدیث میں فارق الدنیا کا لفظ نہیں۔یہ ایسا ہی جھوٹ ہے جیسے کوئی یہودی کہے کہ قرآن پاک میں لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام آخری نبی ہیں۔اگر زبیر علی زئی ان چاروں کتابوں میں سے کوئی حدیث اپنی اختلافی رفع یدین کی دکھائیں جس میں اٹھارہ جگہ رفع الیدین کی نفی ہو اور دس جگہ رفع یدین کا اثبات ہو اور ساتھ حتیٰ فارق الدنیا کے الفاظ ہوں تو ہم فی کتاب ایک لاکھ روپیہ انعام دیں گے اور اگر وہ نہ دکھا سکیں اور ہرگز ہرگز نہ دکھا سکیں گے تو ایک مجلس میں ایک لاکھ دفعہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر ان پر پھونکا جائے گا۔غیرت کرو اور دکھاؤ۔

[تجلیات صفدر ج7ص253]

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

اس فرقہ [اہل حدیث] کے اکابر نے اپنے علم ومشاہدہ کی بناء پر حدیث کے بارہ میں ان کا مزاج بتایا ہے کہ ہمارے اس زمانہ میں ایک نیا فرقہ کھڑا ہوا ہے جو اتباع حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے اور درحقیقت وہ لوگ اتباع حدیث سے کنارے [باہر] ہیں۔

جو حدیثیں سلف وخلف کے ہاں معمول بہاہیں ان کو ادنیٰ سی قدح اور کمزور سی جرح پر مردود کہہ دیتے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال وافعال کو ایک بے طاقت سے قانون اور بے نور سے قول کے سبب پھینک دیتے ہیں اور ان پر بے ہودہ خیالوں اور بیمار فکروں کو مقدم کرتے ہیں اور اپنانام محقق رکھتے ہیں حاشاوکلا۔ اللہ کی قسم یہی لوگ ہیں جو شریعت محمدیہ کی حد بندی کے نشان گراتے ہیں اور ملت حنفیہ کی بنیادوں کو کہنہ کرتے ہیں۔ اور سنت مصطفویہ کے نشانوں کو مٹاتے ہیں اور احادیث مرفوعہ کو چھوڑ رکھاہے اور متصل الاسانید آثار کو پھینک دیاہے اور ان کے دفع کرنے کے لیے وہ حیلے بناتے ہیں جن کے لیے کسی یقین کرنے والے کا شرح صدر نہیں ہوتا اور نہ کسی مومن کا سر اٹھتاہے۔ (فتاویٰ غزنویہ ج1 ص206، فتاویٰ علمائے حدیث ج7 ص310)

[بحوالہ تجلیات صفدر ج7ص310]

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

فقہاء اور محدثین نے لفظ اہل حدیث کا استعمال طبقہ علماء کے لیے کیاہے جیسے اہل قرآن، اہل صرف، اہل نحو، اہل فقہ، اہل تفسیر، اہل منطق، یہ کسی مذہبی فرقے کا عنوان نہیں کہ ہر جاہل عالم، بچے، بوڑھے، مرد وعورت کو اہل منطق کہا جائے۔ تو یہ ان الفاظ کا غلط استعمال ہے۔ ہر شخص اس پر ہنسے گا۔ اسی طرح ہر شخص کو اہل حدیث کہنا غلط ہے۔

www.ahnafmedia.com

مناقب الشیخ متکلم الاسلام مولانا محمد الیاس گھمن

عنایت اللہ عینی

مرکز اہل السنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا میں دورہ تحقیق المسائل منعقدہ جولائی 2013 میں شرکاء کورس نے مسلسل 12 دن متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کے مسلکی، دعوتی مزاج سے خوب خوب استفادہ کیا۔ انہی میں بعض شرکاء کو علم شعر سے بھی شغف تھا۔ محترم جناب عنایت اللہ عینی نے یہ چند اشعار مدیر اعلیٰ کے نام کیے ہیں۔

اسمعوا منی مناقب الشیخ متکلم الاسلام
هکذا المشتهر بهذا للقب عند الانام
المتخلص ب-گھمن والمسمیٰ ب-محمد الیاس
هو سفیر الاحناف و استاذ النظار العظام
کان محافظا لعقائد اهل السنة والجماعة
ودافعا للائمة خصوصا لابی الحنیفة الامام
هو فی الارض من آیات الله آیة
یا اصدقائی عضوا علیه بالنواجذ بالالتزام
هو شارح باقوال العلماء الاکابر الدیوبندیه
کرموا بحر العلوم ایها العلماء الکرام
اللهم بارك لنا فی عمره مثل الاکابر
لاننا سواه ناقص غیر تمام

www.ahnafmedia.com

مرکز اہل السنّت والجماعت

ایک ادارہ، ایک تحریک

زیر سرپرستی
متکلم اسلام مولانا
محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

شعبہ جات

شعبہ حفظ القرآن الکریم

ایک سالہ تخصص فی التحقیق والدعوۃ (برائے فضلاء کرام) ماہ شوال تا ماہ شعبان

پندرہ روزہ دورہ تحقیق المسائل (برائے طلبہ عظام) ماہ شعبان

تین روزہ تحقیق المسائل کورس (برائے عوام الناس)
ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات شام تا اتوار صبح ۱۰ بجے

ماہانہ مجلس واصلاحی بیان (برائے مریدین وسالکین)
ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات مغرب تا عشاء

قافلۂ حق (سہ ماہی)۔ فقیہ (ماہنامہ)۔ بنات اہل السنّت (ماہنامہ برائے خواتین)

مکتبہ اہل السنّت والجماعت
(فکری ونظریاتی کتب، پوسٹرز، آڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کی ترسیل کیلئے)

مرکز اصلاح النساء (خواتین اور بچیوں کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا ادارہ)

احناف میڈیا سروس www.ahnafmedia.com
(پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں اسلامک کلچر کے فروغ کیلئے)

احناف ٹرسٹ (مندرجہ بالا تمام شعبہ جات میں مالی معاونت کیلئے)

ان تمام شعبہ جات میں مرکز کے ساتھ زکوٰۃ، عُشر، صدقات کی مد میں تعاون فرمائیں

میزان بینک سرگودھا
اکاؤنٹ نمبر
1401-03600000900

محمد الیاس

خط وکتابت: مرکز اہل السنّت والجماعت، 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

E-mail: markazhanfi@gmail.com 0346-7357394 - 048-3881487